قَضاءُ حُقُوقِ الْمُومِنِین

تالیف

الشیخ سدید الدین ابی علی طاہر الصّوری

من اعلام القرن السادس الھجری

تحقیق

حامد الخضاب

موسسة آل البیت علیھم السلام لاحیاء التُّراث

ترجمہ

مولانا سید تلمیذ حسنین رضوی

جُملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:	قَضاءُ حُقُوقِ الْمُومِنِین
تالیف:	الشیخ سدید الدین ابی علی طاہر الصّوری
تحقیق :	حامد الخضاب
ترجمہ:	حجۃ الاسلام مولانا سیّد تلمیذ حسنین رضوی
کمپوزنگ:	سید قمر عباس زیدی
سنِ طباعت:	۲۰۱۶ء
طابع:	سید غلام اکبر
ناشر:	نشر دانش ۔ نیوجرسی ۔ امریکہ

ملنے کا پتہ:۔

128 Oak Creek Road

East Windsor

NJ. 0852

حرف آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علی اھلھا

امابعد کتاب ''قضاء حقوق المومنین'' کا ترجمہ حاضرِ خدمت ہے۔ یہ کتاب حقوق مومنین کی ادائیگی کے بارے میں نہایت پُر اثر اور اہم کتاب ہے۔مولف کتاب نے اس سلسلے میں نہایت خوب صورت اور عمدہ اور بہترین احادیث کا انتخاب کیا ہے۔اگر ہم سب ان احادیث پر عمل کریں تو مومنین کے درمیان اخوت و بھائی چارے کا ایک حسین منظر نظر آنے لگے اور ہمارا معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے۔

خداوند عالم نے قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ۔(الحجرات:۱۰)

یقیناً مومنین ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور رشتۂ اخوت میں بندھے ہوئے ہیں تو ایک دوسرے کے حقوق کی نگہ داری اور پاس داری اور حقوق مومنین ادا کرنا ہماری اخلاقی اور دینی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ مجھے یہ کتاب بے حد مفید اور ضروری نظر آئی۔لہٰذا اس کتاب کا ترجمہ الحمدللہ ایک ہفتہ میں مکمّل کرلیا ۵ رشعبان المعظم ۱۴۴۳ھ کو آغاز کیا اور ۱۲رشعبان المعظم ۱۴۴۳ھ کو

ترجمہ مکمّل ہوگیا۔

اب مومنین کرام کی ذمّہ داری ہے کہ اس کتاب کا خود مطالعہ کریں۔ احباب کو ہدیۃً پیش کریں۔اور اِس کتاب میں پیش کردہ احادیث ومرویات اور فرامینِ معصومینؑ پر عمل پیرا ہوکر ایسا بہترین معاشرہ تشکیل دیں جو اُخوت و بھائی چارہ کا مثالی معاشرہ ہو۔اور امن وامان کا گہوارہ بن جائے۔

والسلام

سید تلمیذ حسنین رضوی

کتاب قضاءِ حقوق المومنین

مشہور کتاب ہے۔

جسے تالیف کیا ہے

الشیخ سدید الدین ابی علی بن طاہر الصّوری نے

جو چھٹی صدی ہجری کے مشہور علماء اور افاضل میں سے تھے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بحار الانوار میں اس کتاب پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا ہے اور مختلف جلدوں میں اس کتاب کی حدیثیں نقل کی ہیں۔ وہ بحار الانوار ج اوّل ص ۳۴ پر رقم طراز ہیں۔

و کتاب قضاء الحقوق کتاب جیّد مشتمل علی اخبار طَرِیْفَةٍ

کتاب قضاء الحقوق نہایت عمدہ کتاب ہے اور نادر اور مستحسن احادیث پر مشتمل ہے۔

اور بحار الانوار سے ہی اسے نقل کیا ہے خاتمہ المحدّثین الشیخ نوری نے اپنی کتاب مستدرک الوسائل میں۔

وہ فرماتے ہیں

واما مانقلنا عنه بتوسط بحار الانوار فهو.. کتاب

حقوق المومنين للشيخ سديد الدين ابى على بن طاهر الصّورى۔ (مستدرك الوسائل ج۳ ص۲۶۱)

آقا بزرگ طہرانی الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج ۱۷ ص ۱۳۸ پر فرماتے ہیں کہ کتاب قضاء حقوق المومنین ابی علی الصوری کی تالیف کردہ ہے اور ان سے نقل کیا ہے شیخ احمد بن سلیمان البحرانی نے عِقد اللآلی میں جس کی تالیف سے ۱۱۱۷ھ میں فراغت پائی اور اس سے نقل کیا ہے مؤلیٰ محمد باقر مجلسی نے اور نقل کیا ہے کفعمی نے مصباح کے حاشیے پر۔

السید محسن الامین کتاب اعیان الشیعہ ج ۲ ص ۳۸۶ پر فرماتے ہیں۔

الشیخ سدید الدین ابو علی بن طاہر الصوری العاملی بعض لوگوں نے سوری لکھا ہے۔

ریاض العلماء میں ہے کہ

عالم فاضل فقيه من اعاظم العلماء العاملة الامامية

وہ عالم فاضل، فقیہ اور علمائے امامیہ کے فعّال اور باعظمت علماء میں شمار کیے جاتے ہیں۔

اور سید خوئی نے اپنی کتاب معجم رجال الحدیث ج ۵ ص ۲۷۲ پر تحریر کیا ہے: یہ بات یقینی ہے کہ مؤلف چھٹی صدی ہجری کے مشاہیر علماء میں سے تھے۔

اور اس کتاب کے دو قلمی نسخوں سے یہ پتا چلتا ہے کہ ان کا نام ابو علی بن طاہر الصوری ہے اور شیخ مجلسی اور شیخ نوری نے مؤلف کو اسی کنیت سے یاد کیا ہے۔

اس کتاب میں پچاس حدیثیں ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مختلف ائمہ کرام سے مروی ہیں۔

اس موضوع پر قدیم ترین کتاب المومن ہے جسے تالیف کیا ہے الحسین بن سعید الکوفی الاھوازی نے

اس کے بعد شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب حقوق الاخوان تحریر کی ہے۔ دیگر علماء نے بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے اور مختلف انداز سے احادیث جمع کی ہیں۔

اس کتاب میں خاص طور سے ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جن کا تعلق مومنین کے حقوق کی ادائیگی اور بجا آوری سے ہے۔ مومنین کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں اور انھیں کس طرح ادا کرنا چاہیے اس بات کو بہترین انداز اور خوبصورت نہج سے بیان کیا ہے۔ احادیث کا انتخاب مؤلف کی اعلیٰ اور ارفع بصیرت کا ثبوت دیتا ہے اور اُن کی ژَرف نگاہی کو ثابت کرتا ہے۔

ان احادیث میں اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ مومنین ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔

۱۔ قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اِنَّ اللهَ فِي عَوْنِ الْمُؤْمِنِ مَا دَامَ الْمُؤْمِنُ فِي عَوْنِ اَخِيهِ الْمُؤْمِنِ وَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ اَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ سَبْعِينَ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الْآخِرَةِ۔[۱]

بے شک اللہ مومن کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک مومن اپنے مومن بھائی کی مدد میں مصروف رہتا ہے اور جو شخص اپنے برادر مومن کے دنیاوی غموں اور مشقّتوں میں سے کسی ایک غم یا مشقّت کو دور کر دیتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی اُخروی مشقّتوں اور غموں میں سے ستّر مشقّتوں اور غموں کو دور کر دیتا ہے۔

۲۔ وقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ سُرُورٌ يُدْخِلُهُ مُؤْمِنٌ عَلَى مُؤْمِنٍ يَطْرُدُ عَنْهُ جُوعَةً اَوْ يَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً۔[۲]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین اعمال میں سے وہ خوشی ہے، جو ایک مومن دوسرے مومن کو فراہم کرتا ہے، جو اس سے بھوک کو دور کرتا ہے یا پریشانی وغم کو اُس سے زائل کرتا ہے۔

۱: مجلسی بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۲ ح ۶۹۔

۲: کلینی نے الکافی ج ۲ ص ۱۵۳ ح ۱۱، اور قمی نے الغایات ص ۷۰ میں ذرا سے اختلاف کے ساتھ اور بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۲ ح ۶۹۔

۳۔ وقال صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم:

سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوقٌ،(وَ قِتَالُ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ)(وَ) اَكْلُ لَحْمِهٖ مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ،(وَ) حُرْمَةُ مَالِهٖ كَحُرْمَةِ اللهِ۔[۱]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کو گالی دینا، بدکاری اور جادۂ حق سے دوری ہے۔(اور مومن سے جنگ یا دشمنی کرنا کفر ہے)(اور) اس کا گوشت کھانا (غیبت کے ذریعے) اللہ کی نافرمانی ہے (اور) اس کے مال کی حُرمت ویسی ہے جیسی اللہ کی حُرمت ہے۔

۴۔ وقال صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم:

عِدَةُ الْمُؤْمِنِ اَخْذٌ بِالْيَدِ۔[۲]

مومن کا وعدہ ہاتھ کی گرفت جیسا ہوتا ہے۔

حضور اکرمؐ وعدہ وفا کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں، اور یہ کہ سچّا وعدہ ہو۔ حضورؐ یہ چاہتے ہیں کہ مومن جب کسی سے کوئی وعدہ کرتا ہے تو وہ اتنا ہی معتبر ہو جس طرح انسان اگر کسی کا ہاتھ تھامتا ہے تو اُسے اس کے ہاتھ تھامنے کا یقین ہوتا ہے۔

۱: الکافی ج ۲ ص ۲۶۸ ح ۲، الزھد ص ۱۱ ح ۲۳، الفقیہ ج ۴ ص ۲۷۲، ثواب الاعمال ج ۲، المواعظ ص ۵۱، المحاسن ص ۱۰۲ ح ۲۷، مکارم الاخلاق ص ۴۷۰، مشکاۃ الانوار ص ۱۰۰، اعلام الدین ص ۶۰، عوالی اللآلی ج ۱ ص ۳۶ ج ۴۴، معمولی اختلاف کے ساتھ بحار ج ۵ ص ۱۵۰ ح ۱۶۔

۲: سیوطی جامع الصغیر ج ۳ ص ۱۵۰، بحار ج ۷۵ ص ۹۶ و ص ۱۵۰

۵۔ وقال صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم:

اَلْمُؤْمِنُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ۔[۱]

مومنین اپنی شرطوں میں پورا اُترتے ہیں۔

۶۔ وقال صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهٖ۔[۲]

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔

۷۔ وقال صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم:

لَا يَحِلُّ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ الْمُؤْمِنَ فَوْقَ ثَلَاثٍ۔[۳]

کسی مومن کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے بڑھ کر اپنے بھائی کو چھوڑ دے۔

۱۔ التہذیب ج ۷ ص ۳۷۱ حدیث ۶۶ کے ذیل میں، الاستبصار ج ۳ ص ۲۳۲ حدیث ۴ کے ذیل میں، الخلاف ج ۱ ص ۵۰۸، عوالی اللآلی ج ۱ ص ۲۱۸ ح ۸۴، بحار الانوار ج ۷۵ ص ۹۶ ح ۱۸۔

۲۔ الکافی ج ۲ ص ۶۹ ح ۲، المحاسن ص ۲۶۰ ح ۳۱۵، الھدایۃ ص ۱۲، فقہ الرضا ص ۵۱، جامع الاحادیث قمّی ص ۲۶، عوالی اللآلی ج ۱ ص ۴۰۶ ح ۶۷ اور بحار الانوار ج ۷۰ ص ۲۱۱ ح ۳۶۔

۳۔ المواعظ ص ۵۲، عوالی اللآلی ج ۱ ص ۱۲۲ ح ۱۵۸، شھاب الاخبار ص ۱۰۸ ح ۵۹۱، الخصال ص ۱۸۳ ح ۲۵۰، امالی طوسی ج ۲ ص ۵، الجارح ج ۷۵ ص ۱۸۹ ح ۱۴۔

٨۔ وقال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

مَنْ عَارَضَ اَخَاهُ الْمُؤْمِنَ فِي حَدِيثِهِ فَكَاَنَّمَا خَدَشَ فِي وَجْهِهِ[1]

جو اپنے برادرِ مومن کی گفتگو میں رکاوٹ پیدا کرے تو گویا کہ اُس نے اُس کے چہرے کو خراش لگادی۔

٩۔ وقال امیر المومنین علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ وسلامہ۔

دَارِ الْمُؤْمِنَ مَا اسْتَطَعْتَ فَاِنَّ ظَهْرَهُ حِمَى اللهِ وَ نَفْسَهُ كَرِيمَةٌ عَلَى اللهِ وَ لَهُ يَكُونُ ثَوَابُ اللهِ وَ ظَالِمُهُ خَصْمُ اللهِ فَلَا تَكُنْ خَصْمَهُ[2]

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: انھوں نے قاضیِ اہواز رفاعہ بن شداد بجلّی کو ایک خط روانہ کیا جس میں یہ وصیّت کی۔

جس قدر ممکن ہو تم مومن کے گرد چکّر لگاؤ (یعنی اس کی حاجت روائی کرو) اس لیے کہ اس کی پُشت (پناہی) اللہ کی حمایت ہے اور اس کی جان اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور محترم ہے اور اللہ کا ثواب اس کے لیے مخصوص ہے۔ اور اس پر ظلم کرنے والا اللہ کا دشمن ہے لہٰذا تم اس کے دشمن نہ بننا۔

١۔ جامع الاحادیث از قمّی ص ٢٤، فقہ الرضا ص ١٤٨ سے روایت کیا ہے طبرسی نے مشکاۃ الانوار ص ١٨٩ میں معمولی اختلاف کے ساتھ اور بحار ج ٧٥ ص ١٥١۔

٢۔ اس حدیث کی روایت قاضی نعمان نے دعائم الاسلام ج ٢ ص ٤٤٥ ح ١٥٥٣ میں کی ہے اور بحار الانوار ج ٧٥ ص ١٥١۔

١٠۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

لَا تُحَقِّرُوا ضُعَفَاءَ اِخْوَانِكُمْ فَاِنَّهُ مَنِ احْتَقَرَ مُؤْمِناً لَمْ يَجْمَعِ اللهُ بَيْنَهُمَا فِي الْجَنَّةِ اِلَّا اَنْ يَتُوبَ[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم اپنے کمزور بھائیوں کو حقیر نہ گردانو، اس لیے کہ جو بھی کسی مومن کو حقیر سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنّت میں یکجا نہیں کرے گا جب تک وہ شخص توبہ نہ کرلے۔

١١۔ وقال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

لَا يُكَلِّفُ الْمُؤْمِنُ اَخَاهُ الطَّلَبَ اِلَيْهِ اِذَا عَلِمَ حَاجَتَهُ[2]

نبی اکرمؐ نے فرمایا: کسی برادرِ مومن کو طلب کرنے کی زحمت نہیں دینی چاہیے جب یہ اُس کی ضرورت سے باخبر ہو۔

قبل اس کے کہ وہ سوال کرے دوسرے مومن کا فرض ہے کہ اس کی حاجت روائی کردے۔

١۔ الخصال ص ٦١٤ اور تحف العقول ص ٦٩ ان دونوں کتابوں میں یہ روایت حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے، اور بحار ج ٧٥ ص ١٥١۔

٢۔ الخصال ص ٦١٤، تحف العقول ص ٦٩، ان دونوں میں یہ روایت حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے اور اسے روایت کیا ہے دیلمی نے اعلام الدین ص ٦٤ میں معمولی سے اختلاف کے ساتھ اور بحار الانوار ج ٧٤ ص ٢٣٠۔

۱۲۔ وقال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

تَزَاوَرُوا وَ تَعَاطَفُوا وَ تَبَاذَلُوا وَ لَا تَكُونُوا بِمَنْزِلَةِ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَصِفُ مَا لَا يَفْعَلُ۔[۱]

حضور اکرمؐ نے مومنین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ملنا جلنا جاری رکھو، ایک دوسرے پر مہربانی کرو اور باہمی سخاوت و فیاضی سے کام لو اور منافق جیسے نہ بن جاؤ، وہ جو کچھ بیان کرتا ہے اس پر عمل نہیں کرتا۔

اور اگر حدیث کے لفظ ''تزاوروا'' کہ جگہ ''توازروا'' پڑھا جائے جیسا کہ خصال میں آیا ہے، تو مفہوم ہوگا کہ اس کا بوجھ اٹھاؤ، اس کی مدد کرو۔

۱۳۔ وقال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

اُطْلُبْ لِأَخِيكَ عُذْراً فَإِنْ لَمْ تَجِدْ لَهُ عُذْراً فَالْتَمِسْ لَهُ عُذْراً۔[۲]

رسول اکرمؐ نے فرمایا:

تم اپنے برادرِ مومن کی معذرت کو قبول کرلو اور اگر اس کی کوئی معذرت نہ ہو تو تم اس سے معذرت طلب کرلو۔

۱۔ الخصال ص ۶۱۴، تحف العقول ص ۶۹، ان دونوں میں یہ روایت حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے، بحار الانوار ج ۷۴ ص ۲۳۱۔

۲۔ الخصال ص ۶۲۲، اسے روایت کیا ہے ابن شعبہ نے تحف العقول میں معمولی اختلاف کے ساتھ۔

۱۴۔ وقال الصّادق جعفر بن محمد علیہما السّلام:

مَا مِنْ جَبَّارٍ إِلَّا وَ عَلَى بَابِهِ وَلِيٌّ لَنَا يَدْفَعُ اللهُ بِهِ عَنْ أَوْلِيَائِنَا أُولَئِكَ لَهُمْ أَوْفَرُ حَظٍّ مِنَ الثَّوَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[۱]

اور امام صادق جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا:

ہر سرکش و مغرور کے دروازے پر ہمارا دوست ہوتا ہے اللہ جس کے ذریعے اس سرکش کو ہمارے اولیاء سے دور رکھتا ہے۔ ایسے افراد کے لیے قیامت کے دن ثواب کا وافر حصّہ موجود ہے۔

۱۵۔ وقال علیہ السلام:

الْمُؤْمِنُ الْمُحْتَاجُ رَسُولُ اللهِ تَعَالَى إِلَى الْغَنِيِّ الْقَوِيِّ فَإِذَا خَرَجَ الرَّسُولُ بِغَيْرِ حَاجَتِهِ غُفِرَتْ لِلرَّسُولِ ذُنُوبُهُ وَ سَلَّطَ اللهُ عَلَى الْغَنِيِّ الْقَوِيِّ شَيَاطِينَ تَنْهَشُهُ قَالَ يُخَلِّي بَيْنَهُ وَ بَيْنَ أَصْحَابِ الدُّنْيَا فَلَا يَرْضَوْنَ بِمَا عِنْدَهُ حَتَّى يَتَكَلَّفَ لَهُمْ يَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الشَّاعِرُ فَيُسْمِعُهُ فَيُعْطِيهِ مَا شَاءَ فَلَا يُؤْجَرُ عَلَيْهِ فَهَذِهِ الشَّيَاطِينُ الَّتِي تَنْهَشُهُ۔[۲]

امام علیہ السلام نے فرمایا:

۱۔ البجار ج ۷۵ ص ۳۷۹ ح ۴۰، روایت کی ہے کلینی نے الکافی میں ج ۵ ص ۱۱۱ ح ۵ اور طوسی نے تہذیب ج ۶ ص ۳۳۶ ح ۵۰۔

۲۔ تخریج کی مجلسی نے بحار الانوار ج ۷۵ ص ۱۷۹ ح ۱۲ میں اور اسی سے مستدرک ج ۲ ص ۴۱۲ ب ۷۳ ح ۱۔

ضرورت مند مومن طاقت ور دولت مند کی طرف اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہے اگر یہ فرستادہ حاجت روائی کے بغیر واپس آ گیا تو اس فرستادہ کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس طاقت ور ثروت مند پر کچھ شیطانوں کو مسلط کر دے گا جو اسے نوچ رہے ہوں گے۔

سائل نے دریافت کیا کیسے نوچ رہے ہوں گے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ اللہ اُسے دنیاداروں کے ساتھ تخلیہ فراہم کرتا ہے جو کچھ اس کے پاس ہے وہ لوگ اس پر راضی نہیں ہوتے جب تک وہ اُن کے لیے پر تکلّف دعوت کا اہتمام نہ کرے۔ شاعر اس کے پاس آتا ہے وہ کلامِ شاعر کو سننے کے بعد جو چاہتا ہے دے دیتا ہے اُسے اس داد و دہش کا اجر نہیں ملتا، یہ ہیں وہ شیاطین جو اسے نوچتے ہیں۔

۱۶۔ وَعَنْهُ علیہ السّلام اَنَّهُ قَالَ:

مَا عَلَى اَحَدِكُمْ اَنْ يَنَالَ الْخَيْرَ كُلَّهُ بِالْيَسِيرِ قَالَ الرَّاوِی قُلْتُ: بِمَا ذَا جُعِلْتُ فِدَاكَ؟ قَالَ يَسُرُّنَا بِاِدْخَالِ السُّرُورِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ مِنْ شِيعَتِنَا۔[۱]

کیا تم میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ مکمّل خیر کو آسانی کے ساتھ حاصل کر لے؟ راوی نے کہا میں نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا یہ کس طرح ممکن ہے؟ میری جان آپؑ پر قربان ہو جائے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

ہمارے شیعوں میں سے مومنین کو خوشیاں فراہم کرنا ہمیں خوشیاں مہیّا کرتا ہے۔

۱۔ تخریج کی مجلسی نے بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۲ میں۔

۱۷۔ وَعَنْهُ علیہ السّلام اَنَّهُ قَالَ لِرِفَاعَةَ بْنِ مُوسَى وَقَدْ دَخَلَ عَلَيْهِ:

يَا رِفَاعَةُ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَكْثَرِ النَّاسِ وِزْراً؟ قُلْتُ بَلَى جُعِلْتُ فِدَاكَ۔ قَالَ: مَنْ اَعَانَ عَلَى مُؤْمِنٍ بِفَضْلِ كَلِمَةٍ ثُمَّ قَالَ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَقَلِّهِمْ اَجْراً؟ قُلْتُ بَلَى جُعِلْتُ فِدَاكَ۔ قَالَ: مَنِ ادَّخَرَ عَنْ اَخِيهِ شَيْئاً مِمَّا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِي اَمْرِ آخِرَتِهِ وَدُنْيَاهُ ثُمَّ قَالَ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَوْفَرِهِمْ نَصِيباً مِنَ الْاِثْمِ؟ قُلْتُ بَلَى جُعِلْتُ فِدَاكَ۔ قَالَ: مَنْ عَابَ عَلَيْهِ شَيْئاً مِنْ قَوْلِهِ وَفِعْلِهِ اَوْ رَدَّ عَلَيْهِ اِحْتِقَاراً لَهُ وَتَكَبُّراً عَلَيْهِ۔

ثُمَّ قَالَ اَزِيدُكَ حَرْفاً آخَرَ يَا رِفَاعَةُ مَا آمَنَ بِاللهِ وَلَا بِمُحَمَّدٍ وَلَا بِعَلِيٍّ مَنْ اِذَا اَتَاهُ اَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فِي حَاجَةٍ لَمْ يَضْحَكْ فِي وَجْهِهِ فَاِنْ كَانَتْ حَاجَتُهُ عِنْدَهُ سَارَعَ اِلَى قَضَائِهَا وَاِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ تَكَلَّفَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِهِ حَتَّى يَقْضِيَهَا لَهُ، فَاِذَا كَانَ بِخِلَافِ مَا وَصَفْتُهُ فَلَا وَلَايَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ۔[۱]

۱۔ رفاعہ بن موسیٰ اسدی، حدیث میں ثقہ ہیں نجاشی نے ان کی بلندی شان اور جلالت قدر کا ذکر کیا ہے اور ان اصحاب میں شمار کیا ہے جنھوں نے امام صادق اور امام کاظم علیہما السلام سے روایتیں کی ہیں، شیخ نے انھیں ثقہ کہا اور امام صادقؑ کے اصحاب میں تسلیم کیا۔
قمّی نے غایات میں ص ۹۹ پر معمولی اختلاف کے ساتھ اور بحار ج ۷۵ ص ۱۷۶ پر۔

امام علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے رفاعہ بن موسیٰ سے فرمایا: جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

اے رفاعہ! کیا میں تمھیں آگاہ نہ کردوں کہ انسانوں میں سب سے زیادہ بوجھ کون اُٹھائے گا؟ میں نے کہا میری جان آپ پر قربان ہوفرمائیے وہ کون ہے؟ فرمایا: جو کسی مومن کے خلاف ایک کلمہ سے کسی کی مدد کرے۔

پھر فرمایا: کیا میں تمھیں بتلاؤں کہ ان میں سب سے کم اجر کس کا ہوگا؟ میں نے کہا بے شک میں آپ پر فدا ہوجاؤں۔ فرمایا: جس چیز کی برادرِ مومن کو ضرورت ہو اس کی دنیا و آخرت کے امر کے لیے اسے ذخیرہ کر کے رکھے اور اسے نہ دے۔

پھر فرمایا: کیا میں تمھیں باخبر نہ کروں کہ گناہ میں سے سے وافر (بھرپور) حصّہ کس کا ہے؟ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوجاؤں فرمائیے۔ فرمایا: جو اپنے برادرِ مومن کے قول و فعل میں سے کسی شے پر عیب لگائے یا حقارت کی نظر یا تکبر کی وجہ سے اسے مسترد کردے۔

پھر فرمایا: اے رفاعہ! میں تمھیں مزید دوسری بات بھی بتاتا ہوں۔ اے رفاعہ! وہ شخص نہ تو اللہ پر ایمان لایا نہ محمدؐ اور نہ ہی علیؑ پر کہ اگر کوئی مومن اپنی حاجت لے کر آئے تو وہ اس کی حاجت روائی کرنے کے بجائے اس کی ہنسی اُڑائے، اگر وہ خود اس مومن کی حاجت روائی کرسکتا ہے تو اس میں جلدی کرے ورنہ بصورت دیگر کسی دوسرے کے پاس لے جائے تاکہ وہ اس کی ضرورت پوری کردے۔ میں نے جو کچھ بیان کیا ہے اگر اس کے خلاف ہوا تو ہمارے اور اس شخص کے درمیان کسی قسم کی ولایت کا رشتہ نہیں ہے۔

۱۸۔ وَعَنْهُ علیہ السّلام فِی حَدِیثٍ طَوِیلٍ، قَالَ فِی آخِرِہ:

اِذَا عَلِمَ الرَّجُلُ اَنَّ اَخَاهُ الْمُؤْمِنَ مُحْتَاجٌ فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئاً حَتّٰى سَاَلَهُ ثُمَّ اَعْطَاهُ لَمْ يُؤْجَرْ عَلَيْهِ۔[۱]

ایک طویل حدیث میں امام علیہ السلام سے مروی ہے اس کے آخر میں امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر کسی شخص کو یہ علم ہو کہ اس کا برادرِ مومن ضرورت مند ہے اور وہ اس علم کے باوجود اسے کچھ عطا نہ کرے یہاں تک کہ اس مومن کے مانگنے پر دے تو اس عطا کا اُسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔

۱۹۔ وَعَنْهُ علیہ السّلام اَنَّهُ قَالَ لبعض اصحابہ:

خِيَارُكُمْ سُمَحَاؤُكُمْ وَ شِرَارُكُمْ بُخَلَاؤُكُمْ، فَمِنْ صَالِحِ الْاَعْمَالِ الْبِرُّ بِالْاِخْوَانِ وَ السَّعْيُ فِي حَوَائِجِهِمْ فَفِي ذٰلِكَ مَرْغَمَةٌ لِلشَّيْطَانِ وَ تَزَحْزُحٌ عَنِ النِّيْرَانِ وَ دُخُولُ الْجِنَانِ اَخْبِرْ بِهٰذَا غُرَرَ اَصْحَابِكَ قَالَ قُلْتُ مَنْ غُرَرُ اَصْحَابِي جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ هُمُ الْبَرَرَةُ بِالْاِخْوَانِ فِي الْعُسْرِ وَ الْيُسْرِ۔[۲]

۱۔ مجلسی بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۳۔

۲۔ الخصال ص ۹۶ ح ۴۲، امالی شیخ مفید ص ۲۹۱ ح ۹، امالی طوسی ج ۱ ص ۶۵۔ اور ان دونوں کتابوں میں یہ روایت معمولی اختلاف کے ساتھ جمیل بن درّاج سے امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ عوالی اللآلی ج ۱ ص ۱۷۳ ح ۸۷، اسے روایت کیا ہے طبرسی نے مشکاۃ الانوار میں معمولی اختلاف کے ساتھ اور قمّی نے الغایات میں ص ۸۹ امام باقر علیہ السلام سے اور بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۲۔

اور امام علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اپنے کسی صحابی سے فرمایا: تم لوگوں میں سب سے پسندیدہ وہ ہیں جو تم میں سخی اور فیاض ہیں اور بدترین لوگ وہ ہیں جو تم میں بخیل اور کنجوس ہیں۔

درست ترین اعمال میں سے یہ ہے کہ برادرانِ ایمانی سے نیکی سے پیش آؤ، حسن سلوک کرو اور ان کی حاجت روائی کے لیے کوشاں رہو۔ اسی عمل میں شیطان کی ذلّت ہے، جہنم سے دوری ہے اور جنّتوں میں داخل ہونا ہے۔ تم یہ بات اپنے شریف اور منتخب ساتھیوں کو بتلا دو۔

راوی نے کہا میں نے سوال کیا کہ میرے شریف اور منتخب اصحاب کون سے ہیں ذرا وضاحت فرمائیے میری جان آپ پر فدا ہو جائے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ جو لوگ دکھ سکھ میں برادرانِ ایمانی سے اچھا سلوک کریں۔

۲۰۔ وَعَنْهُ علیه السّلام اَنَّهُ قَالَ:

مَنْ مَشٰی فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ الْمُؤْمِنِ، کَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَه عشر حسنات و رفع له عشر درجات و حطّ عنه عشر سیّئات و اعطاه عشر شفاعات۔[1]

اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ: جو بھی اپنے مومن بھائی کی حاجت روائی کے لیے چل کر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا، اور اس کے دس درجوں کو بڑھا دے گا اور اس سے دس برائیوں کو ہٹا دے گا اور اسے دس شفاعتیں عطا فرمائے گا۔

۱۔ مجلسی بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۲۔

۲۱۔ وقال علیه السّلام:

اِمْرِضُوْا عَلٰی قَضَاءِ حَوَائِجِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِدْخَالِ السُّرُوْرِ عَلَیْهِمْ وَ دَفْعِ الْمَکْرُوْهِ عَنْهُمْ فَاِنَّهُ لَیْسَ مِنَ الْاَعْمَالِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ بَعْدَ الْاِیْمَانِ اَفْضَلُ مِنْ اِدْخَالِ السُّرُوْرِ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم مومنین کی ضروریات پوری کرنے، انھیں مسرّتوں سے ہم کنار کرنے کے لیے اور ان سے ناپسندیدہ امور کو دور کرنے کے لیے حرص کی حد تک آگے بڑھ جاؤ۔ اس لیے کہ ایمان لانے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک مومنین کو خوشیاں اور مسرّتیں دینے سے بہتر اور افضل کوئی اور عمل نہیں ہے۔

۲۲۔ وَعَنِ الْبَاقِرِ محمد بن علی علیهما السّلام اَنَّ بَعْضَ اَصْحَابِهِ:

قَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اِنَّ الشِّیْعَةَ عِنْدَنَا کَثِیْرُوْنَ فَقَالَ: هَلْ یَعْطِفُ الْغَنِیُّ عَلَی الْفَقِیْرِ وَ یَتَجَاوَزُ الْمُحْسِنُ عَنِ الْمُسِیْءِ وَ یَتَوَاسَوْنَ؟ قُلْتُ لَا۔ قَالَ علیه السّلام لَیْسَ هٰؤُلَاءِ الشِّیْعَةَ الشِّیْعَةُ مَنْ یَفْعَلُ هٰکَذَا۔[2]

۱۔ مجلسی بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۳۔

۲۔ کلینی نے کافی ج ۲ ص ۱۳۹ ح ۱۱ پر اپنی سند سے ابو اسماعیل سے امام باقر علیہ السلام سے اور دیلمی نے اعلام الدین ص ۷۳ پر امام صادق علیہ السلام سے اور بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۳ پر۔

امام باقر محمد بن علی علیہما السّلام سے مروی ہے کہ آپ کے اصحاب میں سے کسی نے آپ سے سوال کیا اور کہا میں آپ پر فدا ہوجاؤں ہمارے پاس شیعہ بہت ہیں تو امام علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کیا دولت مند، محتاج و ضرورت مند پر مہربانی کرتا ہےاور نیکو کار گنہ گار سے درگذر کرتا ہے اور وہ (باہمی مواسات) ایک دوسرے کی مدد اور کُمک کرتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ لوگ شیعہ نہیں ہیں شیعہ تو وہ ہیں جو ان باتوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

۲۳۔ وَقَالَ الْكَاظِمُ موسی بن جعفر علیهما السّلام:

مَنْ اَتَاهُ اَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فِي حَاجَةٍ فَاِنَّمَا هِيَ رَحْمَةٌ مِنَ اللهِ سَاقَهَا اِلَيْهِ، فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ وَصَلَهُ بِوَلَايَتِنَا وَ هِيَ مَوْصُولَةٌ بِوَلَايَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَاِنْ رَدَّهُ عَنْ حَاجَتِهِ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا، فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَ اَسَاءَ اِلَيْهَا۔[1]

اور امام کاظم موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام نے فرمایا ہے: اگر کوئی برادرِ مومن اُس کے پاس ضرورت کے لیے آئے تو یہ اللہ کی رحمت ہے جس نے اُسے اِس تک بھیجا ہے۔ اگر اِس نے اُس کی ضرورت پوری کردی تو یہ ہماری ولایت تک پہنچ گیا اور یہ ولایت اللہ تعالیٰ کی ولایت تک پہنچا دیتی ہے۔ اور اگر اس نے

۱۔ روایت کیا ہے کلینی نے کافی میں ج ۲ ص ۲۷۳ ح ۴ اور مفید نے اختصاص میں ص ۲۵۰ پر معمولی اختلاف کے ساتھ اور بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۳۔

قدرت کے باوجود اس کی ضرورت وحاجت کو رَد کردیا تو گویا اس نے اپنے نفس پر ظلم ڈھایا اور اس سے بہت بُرا سلوک کیا۔

۲۴۔ قَالَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الرَّيِّ:

وُلِّيَ عَلَيْنَا بَعْضُ كُتَّابِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ[1] وَ كَانَ عَلَيَّ بَقَايَا يُطَالِبُنِي بِهَا وَ خِفْتُ مِنْ اِلْزَامِي اِيَّاهَا خُرُوجاً عَنْ نِعْمَتِي وَ قِيلَ لِي: اِنَّهُ يَنْتَحِلُ هٰذَا الْمَذْهَبَ، فَخِفْتُ اَنْ اَمْضِيَ اِلَيْهِ وَامت به اِلَيْهِ فَلَا يَكُونَ كَذٰلِكَ، فَاَقَعَ فِيمَا لَا اُحِبُّ، فَاجْتَمَعَ رَاْيِي عَلَى اَنِّي هَرَبْتُ اِلَى اللهِ تَعَالَى وَ حَجَجْتُ وَ لَقِيتُ مَوْلَايَ الصَّابِرَ يَعْنِي مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ علیهما السّلام. فَشَكَوْتُ حَالِي اِلَيْهِ فَاَصْحَبَنِي مَكْتُوباً نُسْخَتُهُ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اِعْلَمْ اَنَّ لِلّٰهِ تَحْتَ عَرْشِهِ ظِلًّا لَا يَسْكُنُهُ اِلَّا مَنْ اَسْدَى اِلَى اَخِيهِ مَعْرُوفاً، اَوْ نَفَّسَ عَنْهُ كُرْبَةً، اَوْ اَدْخَلَ عَلَى قَلْبِهِ سُرُوراً، وَ هٰذَا اَخُوكَ وَ السَّلَامُ

۱۔ ابو علی یحییٰ بن خلد برمکی، ہارون الرشید کا وزیر اور سلطنت کے معاملات میں اس کا معتمد۔ کشی نے روایت کی ہے امام رضاؑ سے کہ یحییٰ بن خالد نے امام موسیٰ بن جعفرؑ کو تیس کھجوروں میں زہر دیا، جب ہارون نے برامکہ سے علیحدگی اختیار کرلی تو یحییٰ سے ناراض ہوگیا اور اسے حبس دوام میں ڈال دیا اسی میں وہ مرگیا اور جعفر نے اپنے بیٹے کو قتل کردیا ۳؍محرم ۱۹۰ھ میں ستر سال کی عمر میں اس کی وفات ہوئی (رجال کشی ج ص ۸۶۴، تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۱۲۸، شذرات الذہب ج ۱ ص ۳۲۷۔

قَالَ فَعُدتُ مِنَ الحَجِّ اِلَى بَلَدِی، وَ مَضَیتُ اِلَى الرَّجُلِ لَیلًا وَ اسْتَأْذَنتُ عَلَیهِ، وَ قُلتُ رَسُولُ الصَّابِرِ علیه السّلام فَخَرَجَ اِلَیَّ حَافِیاً مَاشِیاً فَفَتَحَ لِی بَابَهُ وَ قَبَّلَنِی وَ ضَمَّنِی اِلَیهِ وَ جَعَلَ یُقَبِّلُ بَینَ عَینَیَّ وَ یُکَرِّرُ ذٰلِكَ، کُلَّمَا سَاَلَنِی عَنْ رُؤْیَتِهِ علیه السّلام وَ کُلَّمَا اَخبَرتُهُ بِسَلَامَتِهِ وَ صَلَاحِ اَحوَالِهِ اسْتَبْشَرَ وَ شَکَرَ اللهَ تعالیٰ۔

ثُمَّ اَدْخَلَنِی دَارَهُ، وَ صَدَّرَنِی فِی مَجلِسِهِ وَ جَلَسَ بَینَ یَدَیَّ فَاَخرَجتُ اِلَیهِ کِتَابَهُ علیه السّلام فَقَبَّلَهُ قَائِماً وَ قَرَاَهُ، ثُمَّ اسْتَدْعَى بِمَالِهِ وَ ثِیَابِهِ فَقَاسَمَنِی دِینَاراً دِینَاراً وَ دِرهَماً دِرهَماً وَ ثَوباً ثَوباً وَ اَعطَانِی قِیمَةَ مَا لَمْ یُمکِنْ قِسمَتُهُ، وَ فِی کُلِّ شَیْءٍ مِنْ ذٰلِكَ یَقُولُ: یَا اَخِی هَلْ سَرَرتُكَ؟ فَاَقُولُ اِی وَ اللهِ، وَ زِدتَ عَلَیَّ السُّرُورَ، ثُمَّ اسْتَدْعَى العَمَلَ فَاَسقَطَ مَا کَانَ بِاسْمِی، وَ اَعطَانِی بَرَاءَةً مِمَّا یَتَوَجَّهُ عَلَیَّ مِنهُ وَ وَدَّعتُهُ وَ انْصَرَفتُ عَنهُ

فَقُلتُ: لَا اَقدِرُ عَلَى مُکَافَاةِ هٰذَا الرَّجُلِ اِلَّا بِاَنْ اَحُجَّ فِی قَابِلٍ وَ اَدعُوَ لَهُ وَ اَلقَى الصَّابِرَ علیه السّلام وَ اُعَرِّفَهُ فِعلَهُ فَفَعَلتُ وَ لَقِیتُ مَولَایَ الصَّابِرَ علیه السّلام وَ جَعَلتُ اُحَدِّثُهُ وَ وَجهُهُ یَتَهَلَّلُ فَرَحاً فَقُلتُ یَا مَولَایَ هَلْ سَرَّكَ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: اِی وَ اللهِ لَقَدْ سَرَّنِی وَ سَرَّ اَمِیرَ المُؤْمِنِینَ وَ اللهِ لَقَدْ سَرَّ جَدِّی رَسُولَ اللهِ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَلَقَدْ سَرَّ اللهَ تَعَالَى.(۱)

شہر رے کے رہنے والے ایک شخص نے کہا: ہم پر یحییٰ کے کسی مُحرّر (نمائندہ) کو ہمارے شہر کا حاکم بنایا گیا اور مجھ پر کچھ بقایاجات تھے جن کا مطالبہ مجھ سے کیا گیا، میں اپنے الزام کی وجہ سے خوف زدہ تھا کہ کہیں میں اپنی نعمتوں سے محروم نہ ہوجاؤں، اور مجھ سے کہا گیا کہ وہ اس مذہب سے منسوب ہے۔ میں نے خوف محسوس کیا کہ میں اس کے پاس جاؤں اور اس سے یہ قرابت تلاش کروں اور وہ ایسا نہ ہو، تو کہیں میں ناپسندیدہ معاملہ میں نہ پھنس جاؤں، میں نے راہ فرار اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور اللہ کی طرف روانہ ہوگیا اور میں نے حج بیت اللہ انجام دیا اور میں نے اپنے مولائے صابر یعنی موسی بن جعفر علیہما السلام سے ملاقات کی۔ میں نے ان سے اپنے حالات کا شکوہ کیا تو انھوں نے ایک خط تحریر کرکے مجھے دیا۔

جس کا متن یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بات سمجھ لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک سایہ ہے اس سائے تلے وہی رہے گا جو اپنے برادرِ مومن پر نیکیوں کے ذریعے احسان کرے گا یا اس کی پریشانیوں کو دور کرے گا یا اس کے دل کو خوشیاں فراہم کرے گا۔ اور یہ تمھارا

۱۔ دیلمی نے اعلام الدین میں ص ۹۲ پر اور ابن فہد نے عدۃ الداعی میں ص ۱۷۹ پر اور بحار نے ج ۴۸ ص ۱۷۴ اور ج ۷۴ ص ۳۱۳ پر۔

بھائی ہے۔ والسّلام

یہ شخص کہتا ہے میں حج سے فارغ ہو کر اپنے شہر میں واپس آیا اور رات کے وقت اس شخص کے پاس گیا اور میں نے اس سے ملاقات کی اجازت طلب کی اور میں نے اس سے کہا: میں صابر علیہ السلام کا فرستادہ ہوں۔ تو وہ ننگے پاؤں چلتا ہوا آیا، اس نے دروازہ کھولا، اس نے مجھے بوسہ دیا اور گلے سے لگایا اور میری آنکھوں کو چومنے لگا، اس نے جوں ہی امام علیہ السلام سے ملاقات و دیدار کے بارے میں سوال کیا اور میں نے جس قدر ان کی سلامتی اور حالات کی خوبی کے بارے میں آگاہ کیا تو وہ خوش ہو گیا اور اس نے شکر خدا ادا کیا۔

پھر وہ مجھے گھر کے اندر لے گیا اور مجھے صدر نشین کیا اور وہ خود میرے سامنے بیٹھ گیا۔ اب میں نے اس کے لیے امام علیہ السلام کا خط نکالا اسے لے کر اس نے کھڑے ہو کر خط کا بوسہ لیا اور پھر خط کو پڑھا۔ پھر اس نے اپنے مال اور اپنے کپڑے منگوائے اور انھیں ایک ایک دینار، ایک ایک درہم اور ایک ایک پوشاک کی حیثیت سے تقسیم کرنا شروع کیا اور جس کی تقسیم ممکن نہ تھی اس کی قیمت مجھے عطا کی اور مسلسل یہ جملہ اس کی زبان پر جاری رہا، اے میرے بھائی کیا میں نے تمھیں خوشی مہیّا کر دی۔ میں جواب دیتا: ہاں بخدا تم نے مجھے بے انتہا خوشیوں سے نوازا ہے۔ پھر اس نے دفتر حساب طلب کیا اور جو قرض میرے نام تھا اسے حذف کر دیا اور جو کچھ میرے ذمّے تھا مجھے اس سے گلو خلاصی دے دی۔ میں نے رخصت لی اسے الوداع کہا اور میں چلا آیا۔

میں نے خود سے کہا میں اس شخص کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتا ہوں اِلّا یہ کہ میں آیندہ سال حج کروں اور اس کے لیے دُعا طلب کروں اور حضرت صابر علیہ السلام سے ملاقات کروں اور اس کے برتاؤ سے امام کو مطّلع کروں۔ میں نے ایسا ہی کیا اور صابر امامؑ سے ملاقات کی اور میں نے اس شخص کے بارے میں بیان کرنا شروع کیا، امامؑ کا چہرہ خوشیوں سے نہال ہو گیا۔ میں نے دریافت کیا: اے میرے مولا کیا اس کے عمل نے آپؑ کو شاداں و فرحاں کر دیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں خدا کی قسم نہ صرف یہ کہ مجھے خوش کیا بلکہ امیر المومنینؑ کو خوش کیا اور خدا کی قسم اس نے میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خوش کیا اور اللہ تعالیٰ کو خوش اور راضی کر دیا۔

۲۵۔ وَاَسۡتَاۡذَنَ عَلِیُّ بۡنُ یَقۡطِینٍ مَوۡلَایَ الۡکَاظِمَ موسی بن جعفر علیہ السّلام فِی تَرۡكِ عَمَلِ السُّلۡطَانِ، فَلَمۡ یَاۡذَنۡ لَهُ، وَ قَال لَا تَفۡعَلۡ فَاِنَّ لَنَا بِكَ اُنۡساً، وَلِاِخۡوَانِكَ بِكَ عِزّاً وَ عَسَی اَنۡ یَجۡبُرَ اللّٰهُ بِكَ کَسۡراً، وَیَکۡسِرَ بِكَ نَائِرَةَ الۡمُخَالِفِینَ عَنۡ اَوۡلِیَائِهِ

یَا عَلِیُّ کَفَّارَةُ اَعۡمَالِکُمۡ الۡاِحۡسَانُ اِلَی اِخۡوَانِکُمۡ، اضۡمَنۡ لِی وَاحِدَةً وَ اَضۡمَنَ لَكَ ثَلَاثاً اضۡمَنۡ لِی اَنۡ لَا تَلۡقَی اَحَداً مِنۡ اَوۡلِیَائِنَا اِلَّا قَضَیۡتَ حَاجَتَهُ وَ اَکۡرَمۡتَهُ وَ اَضۡمَنَ لَكَ اَنۡ لَا یُظِلَّكَ سَقۡفُ سِجۡنٍ اَبَداً، وَ لَا یَنَالَكَ حَدُّ سَیۡفٍ اَبَداً، وَ لَا یَدۡخُلَ الۡفَقۡرُ بَیۡتَكَ اَبَداً، یَا عَلِیُّ مَنۡ سَرَّ مُؤۡمِناً فَبِاللّٰهِ بَدَاَ وَ بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثَنَّی وَبِنَا ثَلَّثَ۔[1]

---

[1] مجلسی بحار الانوار ج ۴۸ ص ۱۳۶ ح ۱۰ و ج ۷۵ ص ۳۷۹ ح ۴۰۔

اجازت طلب کی علی بن یقطین نے امام موسیٰ بن جعفر حضرت کاظم علیہ السلام سے کہ وہ بادشاہ کی ملازمت ترک کرنا چاہتے ہیں۔ امام عالی مقام نے انھیں ملازمت چھوڑنے کی اجازت نہیں دی اور اُن سے فرمایا:

ایسا نہ کرو اس لیے کہ تمھاری وجہ سے ہماری اُنسیّت قائم ہے، اور اس میں تمھارے برادرانِ ایمانی کے لیے عزّت ہے اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے وسیلے سے ٹوٹے ہوؤں کو جوڑ دے یا تمھارے ذریعے سے اپنے اولیاء اور چاہنے والوں کے لیے مخالفین کی آتشِ بغض وکینہ کا زور توڑ دے۔

اے علی بن یقطین تمھارے اعمال کا کفّارہ اپنے برادرانِ ایمانی کے ساتھ حسنِ سلوک ہے تم مجھے ایک امر کی ضمانت دو میں تمھیں تین امور کی ضمانت دیتا ہوں۔ تم یہ ضمانت دو کہ تم جب بھی ہمارے دوستوں اور محبّوں میں کسی سے ملاقات کرو تو لازماً اس کی حاجت روائی کرنا اور اس کی تکریم کرنا۔ اور میں تمھیں ضمانت دیتا ہوں کہ کبھی بھی زندان کی چھت کے سایہ تلے تم نہیں رہو گے، اور نہ ہی کبھی تمھیں تیر وتلوار کا زخم لگے گا، اور نہ ہی فقر وفاقہ کبھی تمھارے گھر میں داخل ہوگا۔

اے علی بن یقطین جو بھی کسی مومن کو مسرور وشاداں کرتا ہے تو گویا کہ اس نے اللہ سے اس عمل کا آغاز کیا پھر اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک دوسرے درجے میں رسائی حاصل کی اور تیسرے اور آخری مرحلے میں وہ ہم تک پہنچ گیا۔

۲۶۔ وقال علیہ السّلام:

اِنَّ لِلّٰہِ حَسَنَۃً اِدَّخَرَھَا لِثَلَاثَۃٍ لِاِمَامٍ عَادِلٍ وَ مُؤْمِنٍ حَکَّمَ اَخَاہُ فِی مَالِہٖ وَمَنْ سَعَیٰ لِاَخِیْہِ الْمُؤْمِنِ فِی حَاجَتِہٖ۔[1]

اور امام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس نیکیاں ہیں جنھیں اُس نے تین طرح کے افراد کے لیے ذخیرہ کرلیا ہے۔ امام عادل کے لیے، اور اس مومن کے لیے جس نے اپنے برادرِ ایمانی کو اپنے مال کا حاکم بنادیا اور اس مومن کے لیے جو اپنے برادرِ مومن کی حاجت روائی کے لیے کوشاں رہا ہے۔

۲۷۔ وقال جعفر بن محمد الفاطمی:

حَجَجْتُ وَ مَعِی جَمَاعَۃٌ مِنْ اَصْحَابِنَا فَاَتَیْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَاَفْرَدُوْا لِی مَکَاناً نَنْزِلُ فِیْہِ فَاسْتَقْبَلَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُوسَی علیہ السلام عَلَی حِمَارٍ اَخْضَرَ یَتْبَعُہُ طَعَامٌ وَ نَزَلْنَا بَیْنَ النَّخْلِ فَجَاءَ وَنَزَلَ وَ اَتَی بِالطَّسْتِ وَ الْاُشْنَانِ فَبَدَاَ بِغَسْلِ یَدَیْہِ وَ اُدِیْرَ الطَّشْتُ عَنْ یَمِیْنِہٖ حَتّٰی بَلَغَ آخِرَنَا ثُمَّ اُعِیْدَ اِلَی مَنْ عَلَی یَسَارِہٖ حَتّٰی اَتَی عَلَی آخِرِنَا ثُمَّ قُدِّمَ الطَّعَامُ فَبَدَاَ بِالْمِلْحِ ثُمَّ قَالَ کُلُوا بِسْمِ اللّٰہِ ثُمَّ ثَنَّی بِالْخَلِّ ثُمَّ اَتَی بِکَتِفٍ مَشْوِیٍّ فَقَالَ کُلُوا بِسْمِ اللّٰہِ ھٰذَا طَعَامٌ کَانَ یُعْجِبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ اَتَی بِسِکْبَاجٍ فَقَالَ کُلُوا بِسْمِ اللّٰہِ

۱۔ الاھوازی کتاب المومن ص ۵۳ ج ۴ ۱۳۴، دیلمی اعلام الدین ص ۱۳۷، بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۴۔

فَهَذَا طَعَامٌ كَانَ يُعْجِبُ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ اَتَى بِلَحْمٍ مَقْلُوٍّ فِيهِ بَاذَنْجَانٌ فَقَالَ كُلُوا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فَإِنَّ هَذَا طَعَامٌ كَانَ يُعْجِبُ الْحَسَنَ عليه السلام ثُمَّ اَتَى بِلَبَنٍ حَامِضٍ قَدْ ثُرِدَ فِيهِ فَقَالَ كُلُوا بِسْمِ اللهِ فَهَذَا طَعَامٌ كَانَ يُعْجِبُ الْحُسَيْنَ فَاَكَلْنَا ثُمَّ اَتَى بِاَضْلَاعٍ بَارِدَةٍ فَقَالَ كُلُوا بِسْمِ اللهِ فَإِنَّ هَذَا طَعَامٌ كَانَ يُعْجِبُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ ثُمَّ اَتَى بِجُبْنٍ مُبَزَّرٍ ثُمَّ قَالَ كُلُوا بِسْمِ اللهِ فَإِنَّ هَذَا طَعَامٌ كَانَ يُعْجِبُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عليه السلام ثُمَّ اَتَى بِلَوْزٍ فِيهِ بَيْضٌ كَالْعُجَّةِ فَقَالَ كُلُوا بِسْمِ اللهِ فَإِنَّ هَذَا طَعَامٌ كَانَ يُعْجِبُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام ثُمَّ اَتَى بِحَلْوَاءَ ثُمَّ قَالَ كُلُوا فَإِنَّ هَذَا طَعَامٌ يُعْجِبُنِي وَ رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ فَذَهَبَ اَحَدُنَا لِيَلْتَقِطَ مَا كَانَ تَحْتَهَا فَقَالَ عليه السلام مَهْ إِنَّ ذَلِكَ يَكُونُ فِي الْمَنَازِلِ تَحْتَ السُّقُوفِ فَاَمَّا فِي مِثْلِ هَذَا الْمَكَانِ فَهُوَ لِعَامَّةِ الطَّيْرِ وَ الْبَهَائِمِ ثُمَّ اَتَى بِالْخِلَالِ فَقَالَ مِنْ حَقِّ الْخِلَالِ اَنْ تُدِيرَ لِسَانَكَ فِي فِيكَ فَمَا اَجَابَكَ ابْتَلَعْتَهُ وَ مَا امْتَنَعَ فَبِالْخِلَالِ وَ اَتَى بِالطَّسْتِ وَ الْمَاءِ فَابْتَدَاَ بِاَوَّلِ مَنْ عَلَى يَسَارِهِ حَتَّى انْتَهَى اِلَيْهِ فَغَسَّلَ ثُمَّ غَسَّلَ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ اِلَى آخِرِهِمْ ثُمَّ قَالَ يَا عَاصِمُ كَيْفَ اَنْتُمْ فِي التَّوَاصُلِ وَ التَّوَاسِي قُلْتُ عَلَى اَفْضَلِ مَا كَانَ عَلَيْهِ اَحَدٌ قَالَ اَيَاْتِي اَحَدُكُمْ اِلَى دُكَّانِ اَخِيهِ اَوْ

مَنْزِلِهِ عِنْدَ الضَّائِقَةِ فَيَسْتَخْرِجُ كِيسَهُ وَ يَاْخُذُ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ قَالَ لَا قَالَ فَلَسْتُمْ عَلَى مَا اُحِبُّ فِي التَّوَاصُلِ۔ [1]

اور جعفر بن محمد الفاطمی نے کہا میں نے حج کیا اور میرے ساتھ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت تھی، میں مدینہ منورہ پہنچا، ہمارے قیام کے لیے ایک خاص جگہ کا تعیّن کیا گیا جہاں پر ہم پڑاؤ ڈالیں اور رہائش اختیار کریں۔ ابوالحسن موسی بن جعفرؑ نے ہمارا استقبال کیا جب کہ سبز خَچّر پر سوار تھے۔ ان کے پیچھے کھانا لایا جا رہا تھا اور ہم نخلستان کے درمیان اتر پڑے۔ امام علیہ السلام بھی تشریف لا کر وہاں پر سواری سے نیچے اُترے (دسترخوان بچھایا گیا) اس کے بعد طشت اور اشنان (ایک قسم کی گھاس جو ہاتھ دھونے کے کام آتی ہے) لائی گئی۔ آپؑ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور طشت کو اپنی داہنی طرف موڑا یہاں تک کہ وہ ہمارے آخری فرد تک پہنچا پھر اسے بائیں طرف بیٹھنے والوں کی طرف پھرایا گیا یہاں تک کہ وہ ہمارے آخری فرد تک پہنچا۔

پھر کھانا لایا گیا، امام علیہ السلام نے نمک سے آغاز کیا اور فرمایا: اللہ کے نام سے کھانا شروع کرو پھر اُسے ''سرکہ'' سے ملا دیا، پھر بھنا ہوا باز و لایا گیا امام علیہ السلام نے فرمایا: کھاؤ بسم اللہ، یہ وہ کھانا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے حد پسند تھا۔ پھر سِکبَاج (مشہور کھانا جو سرکہ، زعفران اور گوشت کے ساتھ بنایا جاتا ہے) لایا گیا امام علیہ السلام نے فرمایا: کھاؤ بسم اللہ، یہ وہ

---

[1] طبرسی مکارم اخلاق ص ۱۴۴ معمولی اختلاف کے ساتھ، بحارالانوار ج ۴۷ ص ۲۳۱۔

کھانا ہے جسے امیر المومنینؑ پسند فرماتے تھے۔ پھر اُبلا ہوا گوشت لایا گیا جس میں بینگن ڈالا گیا تھا امام علیہ السلام نے فرمایا: کھاؤ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ کھانا ہے جو امام حسنؑ کا پسندیدہ کھانا ہے۔ پھر کھٹا دودھ لایا گیا جس میں روٹیاں چور کر ڈالی گئی تھیں امام علیہ السلام نے فرمایا: بسم اللہ یہ وہ کھانا ہے جسے امام حسین علیہ السلام پسند فرماتے تھے۔ ہم سب نے کھایا۔ پھر ٹھنڈی پسلی لائی گئی امام علیہ السلام نے فرمایا: کھاؤ بسم اللہ یہ وہ طعام ہے جو امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام کو محبوب تھا۔ پھر مسالہ دار پنیر لائی گئی امام علیہ السلام نے فرمایا: کھاؤ بسم اللہ یہ وہ کھانا ہے جسے محمد بن علی امام باقر علیہ السلام بے حد پسند فرماتے تھے۔ پھر ایک پیالہ لایا گیا جس میں انڈا (عُجّہ) (وہ کھانا جو انڈا، آٹا اور گھی یا تیل سے تیار کیا جاتا ہے) یعنی خاگینہ تھا امام علیہ السلام نے فرمایا: کھاؤ بسم اللہ یہ وہ کھانا ہے جو امام ابوعبداللہ جعفر الصّادق علیہ السلام کو پسند تھا۔ پھر حلوا لایا گیا پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: کھاؤ بسم اللہ یہ وہ طعام ہے جو مجھے بہت زیادہ پسند آتا ہے۔

اب دسترخوان اُٹھا لیا گیا۔ ہم میں سے ہر ایک نے نیچے جو گر گیا تھا اسے اُٹھانا اور چننا شروع کیا۔ امام علیہ السلام نے اس سے روک دیا اور فرمایا: یہ اُن گھروں میں ہوتا ہے جو چھتوں کے نیچے ہوتی ہیں یہ جو نخلستان کے درمیان کھلی جگہ ہے تو یہ بچا کھچا عام پرندوں اور جانوروں کا حصّہ ہے۔ پھر خلال لایا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: خلال کا حق یہ ہے کہ تم اپنے منہ میں زبان پھیرو جو منہ

میں موجود ہو تم اسے گھونٹ لو اور اب جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس کے لیے خلال ہے۔ پھر طشت اور پانی لایا گیا تو امام علیہ السلام نے اپنے ہاتھ دھوئے پھر دائیں طرف والوں کے ہاتھ آخری فرد تک دھلائے گئے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اے عاصم یہ بتاؤ تم لوگ باہمی میل جول میں کیسے ہو اور مواسات (ایک دوسرے کی مدد و نصرت کرنا) میں کیسے ہو؟ میں نے جواب دیا ہم میں سے ہر شخص افضل طریقے سے اس امر کو ملحوظ رکھتا ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا کوئی تم میں سے کوئی کسی برادرِ مومن کی دکان پر جا کر یا اس کے گھر پہنچ کر ضرورت، تنگی اور پریشانی کے موقع پر کیا اس کا بٹوا (والٹ) نکال کر اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے نکالیتا ہے اور جس کا بٹوا تھا وہ اس کا بُرا نہیں مانتا، اس بات پر حیران نہیں ہوتا؟ اس نے کہا ایسا تو نہیں ہے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: تو پھر تم لوگ اس منزل پر نہیں ہو جو میل جول اور ''تَوَاصُل'' میں مجھے پسند ہے۔

(نوٹ از مترجم): اس حدیث سے درج ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

۱۔ مہمانوں کی تکریم و تعظیم کی جائے۔

۲۔ بالخصوص جو خدا کا مہمان ہو اور حج کی سعادت حاصل کر لے اس کی مزید تکریم لازم ہے۔

۳۔ امام علیہ السلام خود بنفس نفیس ایسے افراد کا استقبال فرماتے ہیں۔

۴۔ اُن کی علاحدہ رہائش گاہ کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

۵۔ ان کی ضیافت کا خاص اہتمام اور انتظام کیا جاتا ہے۔

۶۔ ہاتھ دھونے کے آداب کہ کھانا کھانے سے پہلے کیسی ترتیب ہونی چاہیے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی ترتیب کیا ہو۔

۷۔ کھانے کا آغاز کس طرح ہو پہلے کیا کھایا جائے۔

۸۔ پھر انواع واقسام کے کھانے کا بندوبست اور انتظام کیا گیا اور ہر امام کے تعلق سے ایک خاص کھانا پیش کیا گیا تاکہ کھانے والوں کو کسی قسم کی ندامت اور شرمندگی نہ ہونے پائے۔

۹۔ آخر میں خلال کرنے کا طریقہ بھی سمجھایا گیا۔

۱۰۔ امام نے حقیقی برادرِ مومن کو متعارف کرایا کہ ان میں مُواخات، تَواصُل اور مؤاسات کا کیا معیار ہونا چاہیے۔

۲۸۔ وقال امیر المومنین علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ وسلام لکمیل ابنِ زیاد النخعی رحمہ اللہ:

یَا کُمَیْلُ مُرْ اَھْلَكَ اَنْ یَسْعَوْا فِی الْمَکَارِمِ وَیُدْلِجُوا فِی حَاجَةِ مَنْ هُوَ نَائِمٌ، فَوَ الَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ مَا اَدْخَلَ اَحَدٌ عَلٰی قَلْبِ مُؤْمِنٍ سُرُوراً اِلَّا خَلَقَ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ السُّرُورِ لُطْفاً فَاِذَا نَزَلَتْ بِهِ نَائِبَةٌ کَانَ اَسْرَعَ اِلَیْهَا مِنَ السَّیْلِ فِی انْحِدَارِهِ حَتّٰی یَطْرُدَهَا عَنْهُ کَمَا یَطْرُدُ غَرِیبَةَ الْاِبِلِ۔[1]

کمیل ابن زیاد نخعی رحمہ اللہ سے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ نے

۱۔ نہج البلاغہ ص ۵۱۲ ح ۲۵۷، بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۴ ح ۷۰۔

فرمایا: اے کمیل تم اپنے گھر والوں کو حکم دو کہ فیّاضی اور سخاوت میں سعی کریں، کوشش کریں اور جو شخص سو رہا ہے اس کی ضرورت کو رات کے آخری حصّے میں پورا کردے۔ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کی قسم کے جو شخص بھی کسی مومن کے دل میں خوشیوں اور مسرّتوں کو داخل کردے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سرور اور بہجت سے ایک لطف کو خلق کردے گا۔ اب اگر اس شخص پر کوئی مصیبت وارد ہوگی تو وہ لطف سیلاب کی تیزی سے بھی بڑھ کر اس کے پاس جائے گا اور اس کی مصیبت کو دور کردے گا جس طرح اجنبی اونٹ کو ہنکا دیا جاتا ہے۔

۲۹۔ وروی عن الصادق علیہ السّلام انہٗ قال:

قَضَاءُ حَاجَةِ الْمُؤْمِنِ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ حَجَّةٍ مُتَقَبَّلَةٍ بِمَنَاسِکِهَا وَعِتْقِ اَلْفِ نسمة لِوَجْهِ اللهِ وَحُمْلَانِ اَلْفِ فَرَسٍ فِی سَبِیلِ اللهِ بِسُرُجِهَا وَلُجُمِهَا۔[1]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا کہ مومن کی حاجت روائی اُس ہزار مقبول حج سے جو اپنے تمام مناسک کے ساتھ ادا کیا جائے بہتر ہے اور اللہ کی رضا کی خاطر ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور ہزار گھوڑے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی زین اور لگام کے ساتھ مصروفِ جہاد ہوں اُس سے افضل ہے۔

۳۰۔ وَقَالَ اَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ:

مَیَاسِیرُ شِیعَتِنَا اُمَنَاؤُنَا عَلٰی مَحَاوِیجِهِمْ فَاحْفَظُونَا فِیهِمْ

۱۔ شیخ صدوق امالی ص ۱۹۶، محمد بن فتّال نیشاپوری روضۃ الواعظین ص ۲۹۲۔

يَحۡفَظۡكُمُ اللّٰهُ۔[1]

ہمارے شیعوں میں جوخوش حال لوگ ہیں وہ ضرورت مندوں پر ہمارے امین ہیں۔تم اُن کے بارے میں ہماری امانت کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ تمھارا محافظ ہوگا۔

۳۱۔ عَنۡ اِسۡحَاقَ بۡنِ عَمَّارٍ، قَالَ: قَالَ اَبُو عَبۡدِاللّٰهِ الصادق علیه السّلام:

يَا اِسۡحَاق! مَنۡ طَافَ بِهٰذَا الۡبَيۡتِ طَوَافاً وَاحِداً كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَلۡفَ حَسَنَةٍ وَ مَحَا عَنۡهُ اَلۡفَ سَيِّئَةٍ وَ رَفَعَ لَهُ اَلۡفَ دَرَجَةٍ وَ كَتَبَ لَهُ ثَوَابَ عِتۡقِ اَلۡفِ نَسَمَةٍ و قضى الله اَلف حاجة وَ غَرَسَ لَهُ اَلۡفَ شَجَرَةٍ فِي الۡجَنَّةِ۔

قال: قلتُ: هٰذَا كُلُّهُ لِمَنۡ طَافَ طَوَافاً وَاحِداً؟ قَالَ: نَعَمۡ، اَوَلَا اُخۡبِرُكَ بِاَفۡضَلَ مِنۡهُ؟ قُلۡتُ: بَلٰى جُعِلۡتُ فِدَاكَ قال علیه السّلام: قَضَاءُ حَاجَةِ الۡمُؤۡمِنِ اَفۡضَلُ مِنۡ طَوَافٍ وَ طَوَافٍ حَتّٰى عدّ عَشۡرہ۔[2]

اسحاق بن عمار سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ امام ابوعبداللہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بھی اس گھر کا ایک طواف کرے گا تو اللہ تعالیٰ

۱۔ کلینی رازی الکافی ج ۲ ص ۲۰۴ ح ۲۱۔ اپنی سند سے اسحاق بن عمار اور مفضل بن عمر سے اور انھوں نے امام ابی عبداللہ جعفر علیہ السلام سے۔

۲۔ شیخ صدوق نے ثواب الاعمال ص ۷۳ ح ۱۳ میں اسے روایت کیا ہے۔

اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھ دے گا، اور اس کی ہزار برائیوں کو مٹا دے گا، اور اس کے ہزار درجات کو بلند کردے گا، اور اس کے لیے ہزار غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب لکھ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی ہزار حاجتیں پوری کردے گا اور اس کے لیے جنّت میں ہزار پودے لگا دے گا۔

راوی کہتا ہے میں نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا یہ سب کچھ اس کے لیے ہے جو خانۂ کعبہ کا صرف ایک طواف کرے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں! کیا میں تمھیں اس سے افضل چیز کے بارے میں مطّلع نہ کروں۔ میں نے کہا بے شک میری جان آپؑ پر وار ہو جائے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کسی مومن کی حاجت روائی کرنا طواف کرنے سے افضل ہے، طواف کرنے سے افضل ہے اور امام نے دس دفعہ یہ فرمایا۔

۳۲۔ عَنِ ابۡنِ مِهۡرَانَ قَالَ:

كُنۡتُ جَالِساً عِنۡدَ مَوۡلَايَ الۡحُسَيۡنِ بۡنِ عَلِيٍّ علیهما السّلام فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا ابۡنَ رَسُولِ اللّٰهِ اِنَّ فُلَاناً لَهُ عَلَيَّ مَالٌ وَ يُرِيدُ اَنۡ يَحۡبِسَنِي فَقَالَ علیه السّلام وَ اللّٰهِ مَا عِنۡدِي مَالٌ اَقۡضِي عَنۡكَ قَالَ: فَكَلِّمۡهُ، قَالَ علیه السّلام فَلَيۡسَ لِي بِهِ اُنۡسٌ وَلٰكِنِّي سَمِعۡتُ اَبِي اَمِيرَ الۡمُؤۡمِنِينَ علیه السّلام يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم:

مَنۡ سَعٰى فِي حَاجَةِ اَخِيهِ الۡمُؤۡمِنِ فَكَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰهَ تِسۡعَةَ

آلَافِ سَنَةٍ صَائِماً نَهَارَهُ قَائِماً لَيْلَهُ۔[1]

اور ابن مہران سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں اپنے مولا امام حسین بن علی علیہما السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا، اے فرزندِ رسولؐ کہ فلاں شخص کا مال میرے ذمّے ہے وہ مجھے قید کرنا چاہتا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ واللہ میرے پاس مال نہیں ہے کہ میں تمھاری جانب سے ادا کردوں۔ اس نے کہا آپؑ اُس سے بات چیت کرلیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: میری تو اس سے کوئی واقفیت نہیں ہے لیکن میں اپنے والد گرامی امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بھی اپنے برادرِ مومن کی حاجت روائی کے لیے سعی کرتا ہے تو گویا کہ اس نے دن بھر روزہ رکھ کر اور رات بھر حالتِ قیام میں ۹ ہزار سال تک اللہ کی عبادت میں بسر کیے۔

۳۳۔ وَعَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللهِ علیه السّلام اَنَّهُ قَالَ:

يَا مُفَضَّلُ كَيْفَ حَالُ الشِّيعَةِ عِنْدَكُمْ؟

قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا اَحْسَنَ حَالَهُمْ وَ اَوْصَلَ بَعْضَهُمْ بَعْضاً، وَاَبَرَّ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

قَالَ: اَيَجِيءُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ اِلَى اَخِيهِ فَيُدْخِلُ يَدَهُ فِي كِيسِهِ

---

[1] مجلسی بحار الانوار ج ۷۴ ص ۲۳۲۔

وَ يَأْخُذُ مِنْهُ حَاجَتَهُ۔ لَا يَحْجُبُهُ وَلَا يَجِدُ فِي نَفْسِهِ اَلَماً؟

قَالَ: قُلْتُ: لَا وَ اللهِ مَا هُمْ كَذَا،

قَالَ: وَ اللهِ لَوْ كَانُوا ثُمَّ اجْتَمَعَتْ شِيعَةُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَى فَخِذِ شَاةٍ لَاَصْدَرَهُمْ۔[1]

مفضل بن عمر، ابی عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا: اے مفضل تمھارے نزدیک شیعوں کی کیا حالت اور کیفیت ہے؟ میں نے کہا کیا کہنا! ان کے حالات بہت اچھے ہیں وہ ایک دوسرے سے پیوند رکھتے ہیں اور مل جل کر رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا ایسا ہے کہ کوئی برادرِ مومن آ کر تم میں سے کسی کے کیسہ (بٹوا، پرس، والٹ) میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے اپنی ضرورت کی رقم لے لے تو وہ پلٹ کر اسے جواب نہ دے اور نہ ہی اس کے دل میں کوئی رنج والم کی کیفیت طاری ہو؟ مفضل نے کہا: نہیں وہ لوگ ایسے تو نہیں ہیں۔ فرمایا خدا کی قسم اے کاش وہ ایسے ہوتے پھر جعفر بن محمد کے شیعوں کا اجتماع ہوتا کہ بکرے کی ایک ران کسے دی جائے۔

۳۴۔ قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنِ اَبِي فَاطِمَةَ:

قَالَ لِي اَبُو عَبْدِ اللهِ علیه السّلام يَا ابْنَ اَبِي فَاطِمَةَ اِنَّ الْعَبْدَ

---

[1] مجلسی بحار الانوار ج ۷۴ ص ۲۳۳۔

يَكُونُ بَارّاً بِقَرَابَتِهِ، وَ لَمْ يَبْقَ مِنْ اَجَلِهِ اِلَّا ثَلَاثُ سِنِينَ فَيُصَيِّرُهُ اللهُ ثَلَاثاً وَ ثَلَاثِينَ سَنَةً، وَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَكُونُ عَاقّاً بِقَرَابَتِهِ وَ قَدْ بَقِيَ مِنْ اَجَلِهِ ثَلَاثٌ وَ ثَلَاثُونَ سَنَةً فَيُصَيِّرُهُ اللهُ ثَلَاثَ سِنِينَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ يَمْحُوا اللهُ ما يَشاءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهُ اُمُّ الْكِتابِ (رعد۱۳: ۳۹)

جعفر بن محمد بن ابی فاطمہ نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا امام جعفر صادق علیہ السلام نے: اے ابن ابی فاطمہ کہ اگر بندہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے اور اس کی زندگی کے صرف تین سال باقی رہ جاتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے ۳۳ سال بنا دیتا ہے اور اگر بندہ رشتہ داروں سے نافرمانی کرتا ہے اور اس کی مدّت حیات ۳۳ سال باقی ہوتی ہے تو اللہ اُسے ۳ سالوں میں تبدیل کر دیتا ہے اور پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ

اللہ جسے چاہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہے باقی رکھتا ہے اور اصلِ کتاب تو اسی کے پاس ہے۔

قَالَ: قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قَرَابَةٌ؟

قَالَ: فَنَظَرَ اِلَيَّ مُغْضَباً وَ رَدَّ عَلَيَّ شَبِيهاً بِالزَّبْرِ يَا ابْنَ اَبِي فَاطِمَةَ لَا تَكُونُ الْقَرَابَةُ اِلَّا فِي رَحِمٍ مَاسَّةٍ الْمُؤْمِنُونَ بَعْضُهُمْ اَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللهِ، فَلِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ اَنْ يَبَرَّهُ

فَرِيضَةً مِنَ اللهِ يَا ابْنَ اَبِي فَاطِمَةَ تَبَارُّوا وَ تَوَاصَلُوا فَيُنْسِئُ اللهُ فِي آجَالِكُمْ وَ يَزِيدُ فِي اَمْوَالِكُمْ وَ تُعْطَوْنَ الْعَافِيَةَ فِي جَمِيعِ اُمُورِكُمْ وَ اِنَّ صَلَاتَكُمْ وَ صَوْمَكُمْ وَ تَقَرُّبَكُمْ اِلَى اللهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ غَيْرِكُمْ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللهِ اِلَّا وَ هُمْ مُشْرِكُونَ (يوسف: ۱۰۶)۔[۱]

میں نے دریافت کیا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں اگر اُس کی کوئی رشتہ داری نہ ہو۔ راوی نے کہا کہ امام علیہ السلام نے غضب ناک نظروں سے میری طرف دیکھا اور مجھے ڈانٹتے ہوئے جواب دیا اے ابن ابی فاطمہ! قرابت تو صرف رحم ماسّۃ (وہ رحم جو ایک دوسرے جو چھوتے ہیں) قرابت قریبہ ہوتی ہے۔ جہاں تک مومن کا تعلّق ہے تو وہ اللہ کی کتاب میں اُن میں سے بعض بعض پر اولیٰ اور بہتر ہیں۔ لہٰذا ایک مومن کو چاہیے کہ دوسرے مومن سے نیکی کا برتاؤ کرے یہ سمجھ کر کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے۔ اے ابن ابی فاطمہ! تم ایک دوسرے سے نیکی اور بھلائی کرو اور باہمی وصل و پیوند رکھو (مل جل کر رہو) اللہ تعالیٰ تمھاری مدّت حیات کو بڑھا دے گا اور تمھارے اموال میں اضافہ کر دے گا اور تمام معاملات میں تمھارا انجام بخیر ہوگا۔ اور بے شک (ایسے لوگوں کی نماز، ان کا روزہ اور اُن کا تقرب اللہ کے نزدیک دوسرے لوگوں کی نماز سے افضل ہوگی۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

۱۔ مجلسی بحار الانوار ج ۷۴ ص ۷۷ ح ۱۰۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ

ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان لاتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

۳۵۔ وَقَالَ اَبُو عَبْدِاللّٰهِ عليه السّلام لِبَعْضِ اَصْحَابِهِ بَعْدَ كَلَامٍ

اِنَّ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَهْلِ وَلَايَتِنَا وَ شِيعَتِنَا اِذَا اتَّقَوا لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى مُطِلًّا عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ حَتّٰى يَتَفَرَّقُوا وَ لَا يَزَالُ الذُّنُوبُ تَتَسَاقَطُ عَنْهُمْ كَمَا تَتَسَاقَطُ الْوَرَقُ وَ لَا يَزَالُ يَدُ اللّٰهِ عَلٰى يَدِ اَشَدِّهِمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ۔[1]

اور فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب میں سے کسی سے اس گفتگو کے بعد جو پہلے بیان کی جاچکی۔ بے شک مومنین جن کا تعلق ہماری ولایت اور ہماری شیعیت سے ہے اگر وہ تقویٰ پر باقی رہیں تو اللہ تعالیٰ مسلسل ان کی طرف توجّہ فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ متفرق ہوجائیں یعنی الگ الگ ہوکر چلے جائیں۔ اور مُسلسل اُن کے گناہ گرتے رہتے ہیں جس طرح درخت سے پتّے گرتے ہیں اور ہمیشہ اللہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے شدید محبّت رکھتا ہے۔

۳۶۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ اِسْحَاقِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: قَالَ لِي اِسْحَاقُ:

۱۔ الکافی کلینی رازی ج ۲ ص ۱۴۴ ح ۳، بحارالانوار ج ۷۴ ص ۲۸۰ ح ۵۔

لَمَّا كَثُرَ مَالِي اَجْلَسْتُ عَلٰى بَابِي بَوَّابًا يَرُدُّ عَنِّي فُقَرَاءَ الشِّيعَةِ فَخَرَجْتُ اِلٰى مَكَّةَ فِي تِلْكَ السَّنَةِ فَسَلَّمْتُ عَلٰى اَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السّلام فَرَدَّ عَلَيَّ بِوَجْهٍ قَاطِبٍ مُزْوَرٍّ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا الَّذِي غَيَّرَ حَالِي عِنْدَكَ؟

قَالَ: تَغَيُّرُكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَاللّٰهِ اِنِّي لَاَعْلَمُ اَنَّهُمْ عَلٰى دِينِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ خَشِيتُ الشُّهْرَةَ عَلٰى نَفْسِي

فَقَالَ: يَا اِسْحَاقُ اَ مَا عَلِمْتَ اَنَّ الْمُؤْمِنَيْنِ اِذَا الْتَقَيَا فَتَصَافَحَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَيْنَ اِبْهَامَيْهِمَا مِائَةَ رَحْمَةٍ، تِسْعَةً وَ تِسْعِينَ لِاَشَدِّهِمَا حُبًّا، فَاِذَا اعْتَنَقَا غَمَرَتْهُمَا الرَّحْمَةُ، فَاِذَا لَبِثَا لَا يُرِيدَانِ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى قِيلَ لَهُمَا غَفَرَ لَكُمَا، فَاِذَا جَلَسَا يَتَسَاءَلَانِ قَالَتِ الْحَفَظَةُ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ اعْتَزِلُوا بِنَا عَنْهُمَا، فَاِنَّ لَهُمَا سِرًّا وَ قَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا،

قَالَ قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَلَا تَسْمَعُ الْحَفَظَةُ قَوْلَهُمَا وَ لَا تَكْتُبُهُ وَ قَدْ قَالَ تَعَالٰى " مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ" (ق۵۰:۱۸)

فَنَكَسَ رَاْسَهُ طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَهُ وَ قَدْ فَاضَتْ دُمُوعُهُ عَلٰى لِحْيَتِهِ، وَقَالَ: اِنْ كَانَتِ الْحَفَظَةُ لَا تَسْمَعُهُ، وَلَا تَكْتُبُهُ فَقَدْ سَمِعَهُ عَالِمُ السِّرِّ وَ اَخْفٰى، يَا اِسْحَاقُ خَفِ اللّٰهَ فَاِنْ كُنْتَ لَا تَرَاهُ فَاِنَّهُ

يَرَاكَ، فَاِنْ شَكَكْتَ اَنَّهُ يَرَاكَ فَقَدْ كَفَرْتَ، وَ اِنْ اَيْقَنْتَ اَنَّهُ يَرَاكَ ثُمَّ بَارَزْتَهُ بِالْمَعْصِيَةِ فَقَدْ جَعَلْتَهُ اَهْوَنَ النَّاظِرِيْنَ اِلَيْكَ۔[1]

ہم سے بیان کیا اسماعیل بن مہران نے، انھوں نے محمد بن سلیمان دیلمی سے، انھوں نے اسحاق بن عمّار سے، انھوں نے کہا کہ مجھ سے اسحاق نے بیان کیا کہ جب میرے مال میں اضافہ ہوگیا تو میں نے دروازے پر ایک دربان کو بٹھا دیا تاکہ وہ شیعہ ضرورت مند افراد کو مجھ سے دور کردیں۔ میں اس سال مکّہ مکرمہ روانہ ہوا اور میں نے وہاں پہنچ کر امام جعفر صادق علیہ السلام کو سلام کیا تو آپؑ نے نہایت ترش روئی اور بے مروّتی کے ساتھ جوابِ سلام دیا۔ میں نے اُن سے عرض کی میری جان آپؑ پر قربان ہو کس بات نے آپؑ کو مجھ سے بدظن کردیا۔ امام علیہ السلام نے جواب دیا اس کا سبب وہ غلط رویہ ہے جو تم نے مومنین سے اختیار کر رکھا ہے۔ میں نے کہا میری جان آپؑ پر فدا ہو خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ کے دین پر ہیں لیکن میں اپنی شہرت سے خائف ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے اسحاق! کیا تمھیں معلوم نہیں کہ مومنین جب باہم ملاقات کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان دونوں کے انگوٹھوں کے درمیان سو رحمتیں نازل فرماتا ہے جن میں سے ۹۹ رحمتیں ان کی شدید محبّت کی وجہ سے نازل ہوتی ہیں، اور وہ جب

۱۔ کشی نے رجال ص ۴۰۹ ح ۷۶۹، صدوق ثواب الاعمال ص ۱۷۶ ح ۱، الفاظ میں کچھ اختلاف کے ساتھ، کلینی الکافی ج ۲ ص ۱۴۵ ح ۱۴، بحار الانوار ج ۵ ص ۳۲۳ ح ۱۱۔

گلے ملتے ہیں تو پھر رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے، پھر جب وہ ایک دوسرے کو بوسہ دیتے ہیں اور اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی ہوتی ہے تو اُن سے کہا جاتا ہے تم دونوں کو بخش دیا گیا۔ پھر جب وہ بیٹھ کر باہمی احوال پُرسی کرتے ہیں تو لکھنے والے (کراماً کاتبین) فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں ان دونوں سے الگ تھلگ ہو جاؤ اس لیے کہ ان کی راز کی باتیں ہیں اور اللہ نے بھی اسے پوشیدہ کردیا ہے۔

میں نے امامؑ سے دریافت کیا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں کیا کراماً کاتبین ان کی باتیں نہ سنتے ہیں اور نہ لکھتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (ق ۵۰:۱۸)

اور جب وہ زبان سے کوئی بات کہتا ہے تو اسے محفوظ کرنے کے لیے ایک نگراں تیار رہتا ہے۔

امام علیہ السلام نے کافی دیر تک سر کو جھکائے رکھا پھر اسے بلند کیا جب کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر تھی اور آپؑ نے فرمایا کہ اگر (حَفَظَہ) کراماً کاتبین ان کے قول کو نہ سن رہے ہیں اور نہ ہی لکھ رہے ہیں تو اسے اس ہستی نے سُن لیا ہے جو ہر راز کی بات اور مخفی گفتگو کو جانتا ہے۔

اے اسحاق! اللہ سے ڈرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اُسے نہیں دیکھ رہے ہو تو اللہ تم کو دیکھ رہا ہے، پس اگر تمھیں اس بارے میں شک ہے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے تو تم نے کفر کیا اور اگر یقین ہے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے پھر معصیت و نافرمانی کے

ذریعے اس سے جنگ کی تو تم نے اسے وادار کیا کہ وہ تم کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔

۳۷۔ وَ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ:

كُنْتُ عِنْدَ اَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام وَ عِنْدَهُ الْمُعَلَّى بْنُ خُنَيْسٍ اِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ فَقَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ اَنَا مِنْ مَوَالِيكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ شُقَّةٌ بَعِيدَةٌ وَ قَدْ قَلَّ ذَاتُ يَدِي، وَ لَا اَقْدِرُ اَنْ اَتَوَجَّهَ اِلَى اَهْلِي اِلَّا اَنْ تُعِينَنِي،

قَالَ فَنَظَرَ اَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السّلام يَمِيناً وَ شِمَالًا، وَ قَالَ: اَلَا تَسْمَعُونَ مَا يَقُولُ اَخُوكُمْ. اِنَّمَا الْمَعْرُوفُ ابْتِدَاءٌ فَاَمَّا مَا اَعْطَيْتَ بَعْدَ مَا سُئِلْتَ، فَاِنَّمَا هُوَ مُكَافَاةٌ لِمَا بَذَلَ لَكَ مِنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ: فَيَبِيتُ لَيْلَتَهُ مُتَارِّقاً مُتَمَلْمِلًا بَيْنَ الْيَاْسِ وَ الرَّجَاءِ لَا يَدْرِي اَيْنَ يَتَوَجَّهُ بِحَاجَتِهِ فَيَعْزِمُ عَلَى الْقَصْدِ اِلَيْكَ فَاَتَاكَ وَ قَلْبُهُ يَجِبُ وَ فَرَائِصُهُ تَرْتَعِدُ، وَ قَدْ نَزَلَ دَمُهُ فِي وَجْهِهِ وَ بَعْدَ هَذَا فَلَا يَدْرِي اَيَنْصَرِفُ مِنْ عِنْدِكَ بِكَآبَةِ الرَّدِّ، اَمْ بِسُرُورِ النُّجْحِ فَاِنْ اَعْطَيْتَهُ رَاَيْتَ اَنَّكَ قَدْ وَصَلْتَهُ، وَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَ الَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ وَ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيّاً لَمَا يَتَجَشَّمُ مِنْ مَسْاَلَتِهِ اِيَّاكَ اَعْظَمُ مِمَّا نَالَهُ مِنْ مَعْرُوفِكَ

قَالَ فَجَمَعُوا لِلْخُرَاسَانِيِّ خَمْسَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَ دَفَعُوهَا اِلَيْهِ۔[1]

اسحاق بن ابی ابراہیم سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں تھا اور اُن کے پاس مُعلیٰ بن خنیس تھے کہ اتنے میں خراسان کا رہنے والا ایک شخص داخل ہوا اور اس نے کہا: اے فرزندِ رسولِؐ خدا میں آپؑ کا چاہنے والا اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ سے محبت رکھنے والا ہوں۔ میرے اور آپؑ حضرات کے درمیان کافی مسافت ہے میرا زادِ راہ کم ہے اور میں آپؑ کی مدد کے بغیر اپنے اہل وعیال تک واپس نہیں جا سکتا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنی داہنی طرف اور بائیں طرف دیکھا اور فرمایا کیا تم سن رہے ہو تمھارے برادرِ ایمانی نے کیا کہا؟ نیکی تو وہ ہے جس میں پہل کی جائے۔ اب اگر تم سوال کرنے کے بعد عطا کر رہے ہو تو اسے مکافات کہتے ہیں (یعنی احسان کا احسان سے یا اس سے زیادہ سے مقابلہ کرنا) جو اس شخص نے اپنی عزّت کو تمھارے لیے داؤ پر لگا دیا۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ اس خراسانی نے اپنی شَب، بیداری کے عالم میں نا امیدی اور امید کے درمیان بے چینی اور اضطراب کے ساتھ گذاری اسے پتا نہ تھا کہ وہ اپنی ضرورت کہاں لے کر جائے لہٰذا وہ تمھاری طرف آیا ہے۔ جب وہ آیا اس کا دل بے چین تھا اور اس کا پہلو لرز رہا تھا اور اس کا خون اس کے چہرے میں آ گیا تھا اور اس کے بعد بھی وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ تمھارے

[1]۔ بحار الانوار علامہ مجلسی ج ۷۴ ص ۶۱ ح ۱۱۸۔

پاس سے مسترد کیے جانے کا غم والم لے کر جائے گا، یا کامیابی کی مسرت و شادمانی کے ساتھ لوٹے گا۔ اگر تم نے اُسے عطا کر دیا تو تم دیکھو گے کہ تم نے حق وصل ادا کر دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ہر شے کو زندگی بخشی اور مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا جب اس نے سوال کرنے کے لیے تمھیں منتخب کیا ہے وہ اس سے زیادہ باعظمت ہے اس عطا سے جو تمھاری طرف سے اُسے ملے گی اور اس تک پہنچے گی۔

راوی نے کہا کہ لوگوں نے پانچ ہزار درہم اس خراسانی کے لیے جمع کیے اور اس کے حوالے کر دیے۔

۳۸۔ وَعَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

قَالَ: مَا عُبِدَ اللّٰہُ بِشَیْءٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَاءِ حَقِّ الْمُؤْمِنِ۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت نہیں کی گئی ایسی چیز سے جو مومن کے حق کی ادائیگی سے بہتر ہو۔

۳۹۔ وقال علیہ السّلام:

وَاِنَّ اللّٰہَ انْتَجَبَ قَوْماً مِنْ خَلْقِهٖ لِقَضَاءِ حَوَائِجِ الشِّيعَةِ لِكَيْ يُثِيبَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ الْجَنَّةَ۔[2]

۱۔ الکافی ج ۲ ص ۱۲۶، مومن ص ۴۳ ح ۹۷، اعلام الدین ص ۱۳۷۔

۲۔ اھوازی نے کتاب المومن میں ص ۴۶ ح ۱۰۸، دیلمی اعلام الدین ص ۳۸، بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۵ ح ۷۲

اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنی مخلوقات میں سے ایک قوم کو برگزیدہ کر لیا ہے تاکہ وہ اس کے شیعوں (پیروی کرنے والوں) کی حاجات کو برلائے اور اللہ تعالیٰ بطور ثواب اسے جنّت میں داخل کر دے۔

۴۰۔ وَعَنْهُ علیہ السّلام قَالَ:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَمْضِي لِاَخِيهِ الْمُؤْمِنِ فِي حَاجَةٍ فَيَنْصَحُهُ فِيهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَسَنَةً وَ مَحَا عَنْهُ سَيِّئَةً قُضِيَتِ الْحَاجَةُ اَمْ لَمْ تُقْضَ فَاِنْ لَمْ يَنْصَحْهُ فِيهَا خَانَ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ، وَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَصْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[1]

اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے امام عالی مقام نے فرمایا کہ جب بھی کوئی مومن اپنے برادرِ ایمانی کے پاس اپنی حاجت لے کر جاتا ہے اور وہ اس سلسلے میں صحیح مشورہ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور اُس سے بُرائی کو مٹا دیتا ہے خواہ اس کی ضرورت پوری ہوئی ہو یا پوری نہ ہوئی ہو۔ اگر اس نے صحیح مشورہ نہ دیا تو گویا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے خیانت کی اور نبی اکرمؐ قیامت کے دن اس شخص کے دشمن ہوں گے۔

۴۱۔ وَقَالَ علیہ السّلام:

اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى حُرُمَاتٍ

حُرْمَةَ كِتَابِ اللّٰهِ وَ حُرْمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ

۱۔ بحار الانوار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ج ۷۴ ص ۳۱۵۔

وسلم وَ حُرمَةَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَ حُرمَةَ الْمُؤْمِنِ۔[1]

اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کئی حُرمتیں ہیں۔

۱۔ کتاب خدا کی حُرمت (عزّت واحترام)

۲۔ رسول اللہ کی حُرمت (تعظیم وتکریم)

۳۔ اور بیت المقدس کی حُرمت (توقیر وتمجید)

۴۔ اور مومن کی حُرمت (پاس ولحاظ اور عزّت وحُرمت)

۴۲۔ وقال اِسْمَاعِيلَ بْنِ عَمَّارٍ الصَّيْرَفِيِّ قلت لِاَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السّلام:

قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ الْمُؤْمِنُ رَحْمَةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِ؟

قَالَ: نَعَمْ۔

فَقُلْتُ: فَكَيْفَ ذَلِكَ؟

قَالَ: اَيُّمَا مُؤْمِنٍ اَتَاهُ اَخٌ لَهُ فِي حَاجَةٍ فَاِنَّمَا ذَلِكَ رَحْمَةٌ مِنَ اللهِ سَاقَهَا اِلَيْهِ وَ سَبَّبَهَا لَهُ، وَ ذُخِرَتْ تلك الرَّحْمَةُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَة، فَيَكُونُ الْمَرْدُودُ عَنْ حَاجَتِهِ هُوَ الْحَاكِمَ فِيهَا اِنْ شَاءَ صَرَفَهَا اِلَيه، وَاِنْ شَاءَ صَرَفَهَا اِلَى غَيْرِه

ثم قال يَا اِسْمَاعِيلُ مَنْ اَتَاهُ اَخُوهُ الْمُؤمِنُ فِي حَاجَةٍ يَقْدِرُ عَلَى قَضَائِهَا فَلَمْ يَقْضِهَا، سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِ شُجَاعاً يَنْهَشُ اِبْهَامَهُ

۱۔ المومن ص ۴۳ ح ۲۰۰ اور بحار الانوار ج ۷۴ ص ۲۳۲۔

فِي قَبْرِهِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَانَ مَغْفُوراً لَهُ اَوْ مُعَذَّباً۔[1]

اور کہا اسماعیل بن عباد صیرفی نے میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کی میری جان آپؑ پر فدا ہو کیا مومن، مومن کے لیے باعثِ رحمت ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے دریافت کیا یہ کس طرح سے ہے؟ فرمایا کہ جب بھی کوئی مومن اپنے مومن بھائی کے پاس کسی ضرورت کو پیش کرتا ہے تو یہ اللہ کی جانب سے رحمت ہے جس نے اس مومن تک اُسے پہنچایا ہے اور اس کے اسباب فراہم کیے ہیں اور یہ رحمت روز قیامت تک کے لیے اس شخص کے لیے ذخیرہ بن جائے گی اور جس کی ضرورت پوری نہیں ہوئی اور اُسے رد کر دیا گیا تو اللہ اس کا حاکم چاہے تو اس تک پلٹا دے چاہے تو اس کے غیر تک رسائی دلا دے۔ پھر فرمایا: اسے اسماعیل جو بھی اپنے برادر مومن کے پاس حاجت لے کر آتا ہے اور وہ اسے پوری کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور پھر اس کی حاجت روائی نہیں کی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ایک اژدہا کو متعین کر دے گا جو قیامت تک اس کی قبر میں اس کے انگوٹھوں کو نوچتا رہے گا وہ بخش دیا جائے گا یا عذاب سے دوچار ہوگا۔

۴۳۔ وَعَنه عَنْ صَدَقَةَ الْحُلْوَانِيِّ:

قال: بَيْنَا اَنَا اَطُوفُ وَ قَدْ سَاَلَنِي رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِنَا قَرْضَ دِينَارَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ اقْعُدْ حَتَّى اُتِمَّ طَوَافِي، وَ قَدْ طُفْتُ خَمْسَةَ

۱۔ الکلینی الکافی ج ۲ ص ۱۵۵ ح ۲۔

اَشْوَاطٍ، فَلَمَّا كُنْتُ فِي السَّادِسِ اعْتَمَدَ عَلَيَّ اَبُو عَبْدِ اللهِ علیه السّلام وَ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكِبِي فَاَتْمَمْتُ السَّابِعَ وَ دَخَلْتُ مَعَهُ فِي طَوَافِهِ كَرَاهِيَةَ اَنْ اَخْرُجَ عَنْهُ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَيَّ فَاَقْبَلْتُ كُلَّمَا مَرَرْتُ بِالرَّجُلِ وَ هُوَ لَا يَعْرِفُ اَبَا عَبْدِ اللهِ يَرَى اَنِّي اَوْهَمْتُ حَاجَتَهُ فَاَقْبَلَ يُومِئُ اِلَيَّ بِيَدِهِ فَقَالَ اَبُو عَبْدِ اللهِ علیه السّلام مَا لِي اَرَى هٰذَا يُومِئُ بِيَدِهِ؟

فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ يَنْتَظِرُ حَتّٰى اَطُوفَ وَ اَخْرُجَ اِلَيْهِ، فَلَمَّا اعْتَمَدْتَ عَلَيَّ كَرِهْتُ اَنْ اَخْرُجَ وَ اَدَعَكَ قَالَ: فَاخْرُجْ عَنِّي وَ دَعْنِي وَ اذْهَبْ فَاَعْطِهِ قَالَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدَاةِ وَ بَعْدَهُ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَ هُوَ فِي حَدِيثٍ مَعَ اَصْحَابِهِ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيَّ قَطَعَ الْحَدِيثَ ثُمَّ قَالَ لَاَنْ اَسْعٰى مَعَ اَخٍ لِي فِي حَاجَةٍ حَتّٰى تُقْضٰى اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَلْفَ نَسَمَةٍ وَ اَحْمِلَ عَلَى اَلْفِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ.(۱)

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے،صدقہ حلوانی روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا جب کہ میں طواف کر رہا تھا ہمارے اصحاب میں سے کسی نے مجھ سے دو دینار قرض طلب کیا، میں نے اُس سے کہا تم بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ میں اپنا طواف مکمل کرلوں، اور اس وقت میں پانچواں چکر مکمّل کر رہا تھا، جب میں نے چھٹا چکّر لگایا تو امام صادق علیہ السلام نے مجھ پر ٹیک لگایا اور اپنا ہاتھ میرے کاندھے پر رکھ دیا، میں نے سات (شوط) چکّر مکمّل کر لیے اور امام کے

۱۔ مجلسی بحار الانوار ج ۷۴ ص ۳۱۵۔

ساتھ طواف کرنے لگا یہ سوچ کر کہ انھوں نے مجھ پر ٹیک لگا رکھا ہے اگر میں نکل گیا تو کیا سوچیں گے۔ جب میں امام کے ساتھ آخری چکّر کے لیے گذرا تو اس شخص نے مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا اور میری جانب بڑھا وہ امام کو نہیں پہچانتا تھا وہ یہ سمجھا کہ میں نے اس کی ضرورت جو نظر انداز کر دیا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص اپنے ہاتھ سے اشارے کر رہا ہے۔ میں نے کہا میری جان آپؑ پر فدا ہو جائے یہ شخص میرے طواف ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا کہ میں طواف سے فارغ ہو کر اس کی حاجت روائی کروں جب آپؑ نے مجھ پر ٹیک لگایا تو مجھے یہ بات نامناسب معلوم ہوئی کہ میں طواف سے نکل جاؤں اور آپؑ کو چھوڑ دوں۔امام علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس سے فوراً جاؤ، مجھے چھوڑ دو اور اس شخص کی ضرورت پوری کرو۔

راوی کہتا ہے جب دوسرا دن ہوا یا اس کے بعد کا واقعہ ہے میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ اپنے اصحاب کے ساتھ محوِ گفتگو تھے جب اُن کی نظر مجھ پر پڑی تو انھوں نے اپنی گفتگو منقطع کر کے فرمایا کہ اگر میں اپنے برادر مومن کی حاجت روائی کی کوشش کروں یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو یہ بات میرے نزدیک ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور اس سے بہتر ہے کہ میں ہزار سواروں کے ساتھ جو زین اور لگام کے ساتھ مرصّع ہوں اللہ کی راہ میں حملہ آور ہو جاؤں۔

۴۴۔ وَ قَالَ عَبْدُ الْمُؤْمِنِ الْاَنْصَارِيُّ:

دَخَلْتُ عَلَى الْاِمَامِ اَبِی الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ علیهما السّلام وَ عِنْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْجُعْفِیُّ فَتَبَسَّمْتُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: اَ تُحِبُّهُ قُلْتُ نَعَمْ وَ مَا اَحْبَبْتُهُ اِلَّا لَكُمْ فَقَالَ علیه السّلام هُوَ اَخُوكَ، وَ الْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ لِاُمِّهِ وَ لِاَبِيهِ فَمَلْعُونٌ مَنِ غَشَّ اَخَاهُ، وَمَلْعُونٌ مَنْ لَمْ يَنْصَحْ اَخَاهُ، وَمَلْعُونٌ مَنْ حجب اَخَاهُ، وَ مَلْعُونٌ مَنِ اغْتَابَ اَخَاهُ۔[۱]

اور عبد المومن انصاری نے کہا کہ میں ابوالحسن موسی بن جعفرؑ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اُن کے پاس محمد بن عبداللہ بن محمد جعفی تھے میں انھیں دیکھ کر مسکرایا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کیا تم اِن سے محبّت کرتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اور میری محبّت جو اُن سے ہے وہ صرف آپؑ کی خاطر ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ تمھارا بھائی ہے۔ ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہوتا ہے ماں باپ دونوں طرف سے۔ ملعون ہے وہ جو اپنے بھائی کو دھوکہ دے اور ملعون ہے وہ جو اپنے بھائی کا بہی خواہ نہ ہو، ملعون ہے وہ جو اپنے بھائی سے چھپ جائے اور ملعون ہے وہ جو اپنے بھائی کی غِیبت کرے۔

۴۵۔ وَ سُئِلَ عَنِ الرِّضَا علی بن موسی علیه السّلام:

مَا حَقُّ الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ؟

فَقَالَ اِنَّ مِنْ حَقِّ الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ: الْمَوَدَّةَ لَهُ فِي صَدْرِهِ

۱۔ دیلمی اعلام الدین ص ۹۷، ابن فہد عدّۃ الدّاعی ص ۱۷۴، بحار الانوار ج ۷۴ ص ۲۳۲۔

وَ الْمُوَاسَاةَ لَهُ فِي مَالِهِ وَ النُّصْرَةَ لَهُ عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ وَ اِنْ كَانَ فَیْءٌ لِلْمُسْلِمِينَ وَ كَانَ غَائِباً اَخَذَ لَهُ بِنَصِيبِهِ وَ اِذَا مَاتَ فَالزِّيَارَةُ اِلَى قَبْرِهِ وَ لَا يَظْلِمُهُ وَ لَا يَغُشُّهُ وَ لَا يَخُونُهُ وَ لَا يَخْذُلُهُ وَ لَا يَغْتَابُهُ وَ لَا يَكْذِبُهُ وَ لَا يَقُولُ لَهُ اُفٍّ فَاِذَا قَالَ لَهُ اُفٍّ فَلَيْسَ بَيْنَهُمَا وَلَايَةٌ وَ اِذَا قَالَ لَهُ اَنْتَ عَدُوِّی فَقَدْ كَفَّرَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَ اِذَا اتَّهَمَهُ انْمَاثَ الْاِيمَانُ فِي قَلْبِهِ كَمَا يَنْمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَاء

وَ مَنْ اَطْعَمَ مُؤْمِناً كَانَ اَفْضَلَ مِنْ عِتْقِ رَقَبَةٍ وَ مَنْ سَقَى مُؤْمِناً مِنْ ظَمَاٍ سَقَاهُ اللهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ وَ مَنْ كَسَى مُؤْمِناً مِنْ عُرْیٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ سُنْدُسٍ وَ حَرِيرِ الْجَنَّةِ وَ مَنْ اَقْرَضَ مُؤْمِناً قَرْضاً يُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ حُسِبَ لَهُ ذٰلِكَ بِحِسَابِ الصَّدَقَةِ حَتَّى يُؤَدِّيَهُ اِلَيْهِ وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الْآخِرَةِ وَ مَنْ قَضَى لِمُؤْمِنٍ حَاجَةً كَانَ اَفْضَلَ مِنْ صِيَامِهِ وَ اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُ بِمَنْزِلَةِ السَّاقِ مِنَ الْجَسَدِ (فاذا اسقطت تداعی لما سائر الجسد

وَ اِنَّ اَبَا جَعْفَرٍ الْبَاقِرَ علیه السّلام اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی كَرَّمَكِ وَ شَرَّفَكِ وَ عَظَّمَكِ وَ جَعَلَكِ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَ اَمْناً وَ اللهِ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ حُرْمَةً مِنْكِ

وَلَقَدْ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَبَلِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ عِنْدَ الْوَدَاعِ اَوْصِنِي فَقَالَ اُوصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ وَبِرِّ اَخِيكَ الْمُؤْمِنِ فاحببت [فَاَحِبَّ] لَهُ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَاِنْ سَاَلَكَ فَاَعْطِهِ وَاِنْ كَفَّ عَنْكَ فَاعْرِضْ عَلَيْهِ- لَا تَمَلَّهُ فَاِنَّهُ لَا يَمَلُّكَ وَكُنْ لَهُ عَضُداً فَاِنْ وَجَدَ عَلَيْكَ فَلَا تُفَارِقْهُ حَتَّى تَسُلَّ سَخِيمَتَهُ فَاِنْ غَابَ فَاحْفَظْهُ فِي غَيْبَتِهِ وَاِنْ شَهِدَ فَاكْنُفْهُ وَاعْضُدْهُ وَزُرْهُ وَاَكْرِمْهُ وَالْطُفْ بِهِ فَاِنَّهُ مِنْكَ وَاَنْتَ مِنْهُ وَفِطْرُكَ لِاَخِيكَ الْمُؤْمِنِ وَاِدْخَالُ السُّرُورِ عَلَيْهِ اَفْضَلُ مِنَ الصِّيَامِ وَاَعْظَمُ اَجْراً۔[1]

امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مومن کا دوسرے مومن پر کیا حق ہے؟

تو امام عالی مقام نے فرمایا کہ ایک مومن کا دوسرے مومن پر یہ حق ہے کہ اس کی مودت دل میں ہو، اور اس کے ساتھ مواسات (مدد و نصرت) اس کے مال میں ہو، اور اس کی نصرت مظلوم کے لیے ہو اور اگر مسلمانوں کے لیے کوئی مال غنیمت ہو اور وہ شخص غائب ہو تو اس کا حصّہ لیا جائے اور اگر وہ مرجائے تو اس کی قبر کی زیارت کی جائے، اس پر ظلم نہ ڈھائے، اسے دھوکہ نہ دے، اس سے خیانت نہ کرے، اسے تنہا نہ چھوڑے، اس کی غیبت نہ کرے، اسے جھوٹی خبر نہ دے اور اس سے اُف نہ کہے، اگر اس نے لفظ اُف کہہ دیا تو پھر اُن کے درمیان

۱۔ مجلسی بحارالانوار ج ۷۴ ص ۲۳۲، الکلینی کافی میں ج ۲ ص ۱۳۷ ح ۷۔

رشتہ ولایت و دوستی ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس سے کہہ دیا تم میرے دشمن ہو تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو کفر سے منسوب کر دیا اور اگر تہمت لگائی تو اس کے دل میں ایمان اسی طرح گھل جاتا ہے جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

اور جس نے مومن کو کھانا کھلایا تو وہ ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور جس نے مومن کو سیراب کیا تشنگی کے وقت تو اللہ تعالیٰ اُسے (رحیق مختوم) مہر بند شراب سے سیراب کرے گا۔ اور جو شخص کسی مومن کو عریانی کے عالم میں لباس فراہم کرے گا تو خداوند عالم جنت کے ریشم و دیبا کے لباس سے اسے آراستہ کر دے گا۔ اور جو شخص کسی مومن کو قرض فراہم کرے گا جس سے اللہ رب العزت کی خوشنودی مطلوب ہو اور جب وہ دے رہا ہو گا تو اس سے صدقہ میں محسوب کیا جائے گا اور جو بھی کسی مومن کی دنیاوی پریشانیوں میں سے کسی پریشانی کو دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی آخرت کی پریشانیوں میں سے کسی پریشانی کو دور کر دے گا۔ اور جو کسی مومن کی حاجت روائی کرے گا تو وہ اس کے روزوں اور اس کے اعتکاف سے افضل ہے جو اس نے مسجد الحرام میں کیا ہو۔ اور مومن کی مثال ایسی ہی ہے جیسی پنڈلی کی جسم سے ہے (اگر وہ شخص گر جائے تو مکمّل جسم تکلیف محسوس کرتا ہے) اور باقر علیہ السلام نے قبلہ کی جانب رخ کر کے یہ فرمایا: تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے تجھے مکرّم کیا، شرف بخشا، عظمت عطا کی، تجھے لوگوں کی جائے پناہ قرار دیا، اور گہوارۂ امن بنایا، بخدا مومن کی حُرمت و عزّت تیری حُرمت سے بڑھ کر ہے۔

اور جبل کا باشندہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپؑ کو سلام کیا تو اس نے جاتے وقت یہ خواہش کی مولاؑ مجھے وصیّت کیجئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تجھے وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا، اور اپنے برادرِ مومن سے لطف وعطا سے کام لینا۔ اس کے لیے وہی پسند کرنا جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اور اگر وہ تم سے کسی چیز کا سوال کرے تو اسے عطا کر دینا اور اگر وہ تم سے باز رہے اور اعراض کرے تم اسے ملال میں نہ ڈالو اسے زچ نہ کرو وہ تمھیں زچ نہیں کرے گا۔ اور اس کے لیے مددگار (بازو) بن کر رہو، اگر وہ تمھاری جانب سے ملول وحزین ہو تو اس سے جدا نہ ہونا جب تک کہ کینہ ختم نہ ہو جائے اور اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کی غیبت میں اس کے حقوق کی حفاظت کرنا اور اگر موجود ہو تو اس کی ہمراہی اختیار کرنا، اس سے تعاون کرنا، اس کا بوجھ بٹانا، اس کی تکریم کرنا، اس سے لطف وکرم کا برتاؤ کرنا، وہ تم سے ہے تم اُس سے ہو۔ تمھارا برادرِ مومن پر نظر کرنا اور اس کو خوشیاں فراہم کرنا روزوں سے افضل ہے اور بہت زیادہ اجر و ثواب کا موجب ہے۔

۴۶۔ وقال علیہ السّلام:

لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سَبْعَةُ حُقُوقٍ وَاجِبَةٍ، مامن حق مِنْهَا اِلَّا وَ هُوَ وَاجِبٌ وَ اِنْ خالفه خَرَجَ مِنْ وَلَايَةِ اللهِ تعالىٰ وَ تَرَكَ طَاعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهَا نَصِيب قِيلَ فما هي:

قال: اَيْسَرُ حَقٍّ مِنْهَا: اَنْ تُحِبَّ لَهُ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِك

وَ الْحَقُّ الثَّانِي: اَنْ تَمْشِيَ فِي حَاجَتِهِ، وَ تَبْتَغِ رِضَاهُ، وَ لَا تُخَالِف قَوْلَه

وَ الْحَقُّ الثَّالِثُ: اَنْ تَصِلَهُ بِنَفْسِكَ وَ مَالِكَ وَ يَدِكَ وَ رِجْلِكَ وَ قلبك وَ لِسَانِك

وَ الْحَقُّ الرَّابِعُ: اَنْ تَكُونَ عَيْنَهُ وَ دَلِيلَهُ وَ مِرْآتَهُ وَ قَمِيصَه

وَ الْحَقُّ الْخَامِسُ: اَنْ لَا تَشْبَعَ وَ يَجُوعَ وَ لَا تَلْبَسَ وَ يَعْرَى وَ لَا تَرْوَى وَ يَظْمَاَ

وَ الْحَقُّ السَّادِسُ: اَنْ يَكُونَ لَكَ امْرَاَةٌ وَ خَادِمٌ وَ لَيْسَ لِاَخِيكَ امْرَاَةٌ وَ خَادِمٌ فَتَبْعَثَ خَادِمَكَ فَتَغْسِلَ ثِيَابَهُ، وَ تَصْنَعَ له طَعَامًا، وَ تُمَهِّدَ له فِرَاشًا، فَاِنَّ ذَلِكَ صلة الله تعالىٰ لِمَا جُعِلَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَه

وَ الْحَقُّ السَّابِعُ: اَنْ تُبِرَّ قَسَمَهُ، وَ تُجِيبَ دَعْوَتَهُ، وَ تَشْهَدَ جَنَازَتَهُ، وَ تَعُودَ مَرِيضَهُ، وَ تَشْخَصَ بِبَدَنِكَ فِي قَضَاءِ حَوَائِجِهِ، فَاِذَا حَفِظْتَ ذَلِكَ مِنْهُ فَقَدْ وَصَلْتَ وَلَايَتَكَ بِوَلَايَتِهِ، وَ وَلَايَتَهُ بِوَلَايَةِ الله عزوجلّ۔[۱]

۱۔ معلّی بن خنیس سے روایت وہ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں الکافی ج ۲ ص ۱۳۵ ح ۲، المومن ص ۴۰ ح ۹۳، الخصال ص ۳۵۱ ح ۲۶، مُصادقۃ الاخوان ص ۱۸ ح ۴، امالی طوسی ج ۱ ص ۸، اربعین ابن زہرہ ص ۶۴ ح ۲۰، اعلام الدین ص ۷۹ اور مشکاۃ الانوار ص ۷۶۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ مومن پر سات حقوق ہیں جو واجب کئے گئے ہیں ان میں کے ہر حق کو واجب کیا گیا ہے اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ولایت (حکومت، سلطنت، ملک) سے نکل جائے گا اور اس کی اطاعت سے باہر ہو جائے گا اور اس لیے کہ اللہ کے پاس کوئی حصّہ نہ ہوگا۔ کہا گیا وہ حقوق کیا ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا سب سے آسان حق یہ ہے کہ جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی تم اُس کے لیے پسند کرو۔

دوسرا حق: یہ کہ تم اس کی حاجت روائی کے لیے چل کر جاؤ اور اس کی رضا مندی کا اتباع کرو۔ اور اس کی بات کی مخالفت نہ کرو۔

تیسرا حق: کہ تم اپنی جان، اپنے مال، اپنے ہاتھ، اپنے پاؤں، اپنے دل اور اپنی زبان سے اس کی حمایت و نصرت اور مدد کرو۔

چوتھا حق: یہ کہ تم اس کی آنکھ، اس کے راہنما، اس کا آئینہ اور اس کی قمیص بن جاؤ۔

پانچواں حق: یہ کہ ایسا نہ ہو کہ تم سیر ہو جاؤ اور وہ بھوکا رہے، تم لباس پہنو اور وہ عریاں رہے، تم سیراب ہو جاؤ اور وہ پیاسا رہے۔

چھٹا حق: یہ کہ اگر تمھارے پاس بیوی اور خادم ہو تو اور تمھارے بھائی (برادرِ مومن) کے پاس بیوی اور خادم نہ ہو تو تمھیں چاہیے کہ اپنے خادم کو اُس کے پاس بھیج دو تا کہ وہ اس کے کپڑے دھوئے، اس کے لیے کھانا پکائے، اس

کے لیے بستر بچھائے یہ وہ صلہ رحمی اور عطیہ ربانی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمھارے اور اس کے درمیان قرار دیا ہے۔

ساتواں حق: تم عَطِیّہ اور بخشش میں سے اُس کا حصّہ اُسے عطا کرو، اس کی دعوت پر لبیک کہو، اس کے جنازے میں شرکت کرو، اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور اس طرح اس کی حاجت روائی کرو۔ اگر تم نے ایسا کر لیا تو گویا کہ تم نے اپنی دوستی کو اس کی دوستی سے ملا دیا۔ اور اس کی دوستی اللہ کی ولایت سے مل گئی۔

۴۷۔ وَ قِيلَ لِاَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السّلام:

لِمَ سُمِّيَ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِناً؟

قَالَ: لِاَنَّهُ اشْتَقَّ لِلْمُؤْمِنِ اسْماً مِنْ اَسْمَائِهِ تَعَالَى، فَسَمَّاهُ مُؤْمِناً، وَ اِنَّمَا سُمِّيَ الْمُؤْمِنُ لِاَنَّهُ يُؤْمَنُ مِنْ عَذَابِ اللهِ تَعَالَى وَ يُؤْمِنُ عَلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجِيزُ لَهُ ذٰلِكَ وَلَوْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ اَوْ قَامَ اَوْ قَعَدَ اَوْ نَامَ اَوْ نَكَحَ اَوْ مَرَّ بِمَوْضِعٍ قَذِرٍ حَوَّلَهُ اللهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِينَ طُهْراً لَا يَصِلُ اِلَيْهِ مِنْ قَذَرِهَا شَيْءٌ وَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْمَوْقِفِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَيَمُرُّ بِالْمَسْخُوطِ عَلَيْهِ الْمَغْضُوبِ غَيْرِ النَّاصِبِ وَ لَا الْمُؤْمِنِ وَ قَدِ ارْتَكَبَ الْكَبَائِرَ فَيَرَى مَنْزِلَةً عَظِيمَةً لَهُ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قَدْ عَرَفَ الْمُؤْمِنَ فِي الدُّنْيَا وَ قَضَى لَهُ الْحَوَائِجَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُ اتِّكَالًا عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَيُعَرِّفُهُ بِفَضْلِ اللهِ

فَيَقُولُ اللّٰهُمَّ هَبْ لِي عَبْدَكَ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ قَالَ فَيُجِيبُهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ إِلَىٰ ذٰلِكَ

قَالَ وَقَدْ حَكَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَوْلَهُمْ۔

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ۔ (الشعراء ۲۶:۱۰۰)

مِنَ النَّبِيِّينَ

وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ۔ (الشعراء ۲۶:۱۰۱)

مِنَ الْجِيرَانِ وَ الْمَعَارِفِ فَإِذَا أَيِسُوا مِنَ الشَّفَاعَةِ قَالُوا يَعْنِي مَنْ لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ۔

فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ (الشعراء ۲۶:۱۰۲)[۱]

امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مومن کا نام مومن کیوں رکھا گیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس لیے کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کے نام المؤمن سے مشتق ہے اسی لیے اس کا نام مومن رکھا گیا، اور اس لیے بھی اس کا نام مومن رکھا گیا کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہے، اور اس لیے بھی کہ اسے روز قیامت اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہوگا اللہ اس کا انعام دے گا، خواہ وہ کھائے یا پیئے یا کھڑا ہو یا بیٹھا رہے یا سو جائے یا نکاح کرے یا ایسی جگہ سے گذرے جو گندی ہو، نجس ہو تو اللہ اُسے سات پاکیزہ زمینوں میں تبدیل کردے گا جہاں پر نجاست اور گندگی پہنچ نہ سکے گی۔ اور یہ کہ مومن قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۱۔ مجلسی بحارالانوار ج ۶۷ ص ۶۳ ح ۷۔

وآلہ وسلم کے ساتھ ''موقف'' پر کھڑا ہوگا تو وہ گذرے گا ایسے شخص کے پاس سے جو ناپسندیدہ قرار پایا تھا، جس پر غضب نازل ہوا تھا جو نہ ناصبی تھا اور نہ مومن اس نے گناہانِ کبیرہ کا ارتکاب کیا تھا۔ اور یہ گذرنے والا شخص اپنی اس عظیم منزلت اور مقام کو جو اللہ کے پاس ہوگا اسے دیکھ لے گا اور وہ مومن کو پہچان رہا ہوگا اور اس نے اس کی ضروریات پوری کی تھیں۔ تو یہ مومن اللہ پر توکل کرتے ہوئے اور اللہ کے فضل کی معرفت رکھتے ہوئے یہ عرض کرے گا۔

یا اللہ تو اپنے بندے کو جو فلاں کا فرزند ہے اُسے بخش دے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُس کی دُعا کو قبول کرلے گا۔

فرمایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ وہ روز قیامت یہ کہیں گے:

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ۔ (الشعراء۲۶:۱۰۰)

کہ انبیائے کرام میں سے کوئی بھی ہماری شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔

وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ۔ (الشعراء۲۶:۱۰۱)

اور نہ ہی پڑوسیوں اور جان پہچان والوں میں سے ہمارا کوئی مخلص دوست ہے جب وہ لوگ شفاعت سے مایوس ہوجائیں گے تو جو مومن نہیں ہیں وہ یہ کہیں گے:

فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ (الشعراء۲۶:۱۰۲)

کاش ہم ایک بار دنیا میں واپس آئیں تو ہم مومن ہوجائیں۔

۴۸۔ حدثنا ابو جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الصَّبَّاحِ قال:
حدثنا مُحَمَّدِ بْنِ الْمُرَادِيِّ، قال سمعتُ عَلِيَّ بْنَ يَقْطِين يقول اِسْتَاذَنْتُ مَوْلَایَ اَبَا اِبْرَاهِيمَ مُوسَی بْنَ جَعْفَرٍ عليهما السّلام فِي خِدْمَةِ الْقَوْمِ فِيمَا لَا يُثْلَمُ دِينِي فَقَالَ: لَا وَلَا نُقْطَةُ قَلَمٍ، اِلَّا بِاِعْزَازِ مُؤْمِنٍ وَفَكِّهِ مِنْ اَسْرِهِ
ثُمَّ قَالَ عليه السّلام اِنَّ خَوَاتِيمَ اَعْمَالِكُمْ قَضَاءُ حَوَائِجِ اِخْوَانِكُمْ وَ الْاِحْسَانُ اِلَيْهِمْ مَا قَدَرْتُمْ وَ اِلَّا لَمْ يُقْبَلْ مِنْكُمْ عَمَلٌ حَنُّوا عَلَى اِخْوَانِكُمْ وَ ارْحَمُوهُمْ تَلْحَقُوا بِنَا۔[۱]

ہم سے بیان کیا ابوجعفر محمد بن الحسن بن صباح نے، انھوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن مرادی نے، اس نے کہا میں نے سنا علی بن یقطین سے وہ فرماتے تھے میں نے اپنے مولا ابوابراہیم امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اجازت طلب کی کہ مجھے اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں قوم کی خدمت میں لگا رہوں جب تک میرے دین میں کوئی رخنہ نہ ہو تو امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں اور قلم کے ایک نقطے جتنا بھی رخنہ نہ ہو مگر مومن کی عزّت وحرمت اور اسے قید سے چھڑانا ہو۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا تمھارے اعمال کا اختتام اپنے بھائیوں کی حاجت روائی ہے۔ اور اپنے مقدور پھر اِن سے حُسن سلوک ہے۔

۱۔ مجلسی بحارالانوار ج ۷۵ ص ۳۷۹۔

وگرنہ تم سے کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ تم اپنے بھائیوں پر شفقت کرو اور اُن سے مہربانی کا سلوک کرو تم ہم سے مُلحق ہوجاؤ گے۔

۴۹۔ وقال ابوالحسن موسی بن جعفر علیهما السّلام:
مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَصِلَنَا، فَلْيَصِلْ فُقَرَاءَ شِيعَتِنَا۔[۱]

اور فرمایا ابوالحسن موسی بن جعفر علیہما السلام نے جو ہم تک رسائی کی استطاعت نہیں رکھتا تو اسے چاہیے کہ وہ ہمارے شیعوں میں جو محتاج ونادار ہوں اُن کی خبر گیری کرے۔ ان سے صلہ رحمی کرے۔

۵۰۔ وَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله عليه وآله وسلم:
اَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ اِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ اِذَا اَدْخَلَ عَلَى قَلْبِ اَخِيهِ الْمُؤْمِنِ مَسَرَّةً۔[۲]

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اس وقت سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے جب وہ اپنے برادرِ مومن کے دل کو مسرّتوں سے بھر دیتا ہے۔

❁❁❁❁

۱۔ الکافی ج ۴ ص ۵۹ ح ۷، التہذیب ج ۴ ص ۱۱۱ ح ۵۸، مکارم الاخلاق ص ۱۳۵، اور بحارالانوار ج ۷۴ ص ۳۱۶۔

۲۔ مجلسی بحارالانوار ج ۷۴ ص ۳۱۶۔

اختتام

تمّت الاحادیث و الحمد اللہ رب العالمین و صلّی اللہ علیٰ آشرف الذوات البشریه محمد و آله الطیبین خیر الذریة و سلّم

احادیث پایۂ تکمیل کو پہنچیں اور شکر ہے اس اللہ کا جو عالمین کا پروردگار ہے اور درود ہو بشریت کی ذواتِ مقدّسہ محمدؐ اور اُن کی پاکیزہ آل پر جو بہترین ذریّت ہے اور سلامتی ہو۔

اس کتابچہ کا ترجمہ بروز پنج شنبہ ۱۹ر فروری مطابق ۲۰۱۶ء، ۱۲ر شعبان المعظّم ۱۴۳۷ھ کو مکمّل ہوا۔